اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر.................. 50

شمارہ نمبر 02

صفر............ ۱۴۳۶ھ

نومبر ۲۰۱۴ء

اے بی سی آڈٹ بیوروسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر	نگران	مدیر اعلیٰ
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: دیوبندی جماعتوں کے سربراہی اجلاس سے مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب، ۲
- مولانا الحاج اظہار الحق صاحب، ناظم اعلیٰ حقانیہ کیلئے دعائے صحت کی اپیل ....ادارہ ۴
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات.....مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۵
- شانِ سیدنا ابوبکر صدیقؓ ....حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۲
- میڈیا: کتنا سچ، کتنا جھوٹ ....مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی ۲۲
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفی وتصنیفی خدمات .... مولانا نور محمد ثاقب ۲۸
- بزم مدنیؒ کا آخری چراغ مولانا مجاہد خانؒ کی رحلت ....مولانا ابوالمعز حقانی ۳۹
- پاکستان اور افغانستان کے قومی سلامتی کے تقاضے........................ جنرل مرزا اسلم بیگ ۴۶
- شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کے مزار پر بیتے ہوئے لمحات ....محمد اسرار ابن مدنی ۴۹
- دارالعلوم کے شب و روز ....مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف وتبصرہ کتب ....ادارہ ۶۲

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

فون نمبر: +92 923 -630435

فیکس نمبر: +92 923 -630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور۔

کمپوزنگ: بابر حنیف

591 / صفر ۱۴۳۶ھ، نومبر 2014ء

نقش آغاز | بسم اللہ الرحمن الرحیم | ادارہ

دیوبندی جماعتوں کے سربراہی اجلاس سے
قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا خطاب

۱۸ر نومبر ۲۰۱۴ء کو اسلام آباد میں مجلس احرار اسلام کے سربراہ مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری مدظلہ کی دعوت پر دیوبندی مسلک سے وابستہ تمام مذہبی قائدین کا اجلاس ہوا۔ جس میں جمعیت علماء اسلام کے تمام دھڑوں کے قائدین کے علاوہ مجلس ختم نبوت، وفاق المدارس اور دیگر سیاسی و غیر سیاسی جماعتوں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے دارالعلوم حقانیہ اور جمعیۃ علماء اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے فکر انگیز خطاب فرمایا جسے مولانا عبدالرؤف فاروقی، سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام نے حیطہ تحریر میں لایا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مولانا صاحب مدظلہ کا یہ بیان ادارتی صفحات پر نذر قارئین ہے............(راشد الحق سمیع)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا

معزز علماء کرام، قائدین امت اور عمائدین قوم!

یہ اجلاس انتہائی مبارک ہے اور ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ علماء دیوبند ایک جگہ جمع ہو کر قوم کے لئے کوئی خوشخبری دیں۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری ہم سب کی طرف سے ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی بیماری ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود کوشش کی اور آج کا یہ مبارک اجلاس منعقد ہوا۔ علماء دیوبند کا اتحاد اور مشترکہ جدوجہد کے لئے لائحہ عمل پوری پاکستانی قوم بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے ایک خوشی کی خبر ہوگی۔ میری اپنی پوری جدوجہد اتحاد کے لئے گذر رہی ہے اور میں نے اس سلسلہ میں ہمیشہ کوشش جاری رکھی ہے۔ عورت کی حکمرانی کے خلاف، شریعت بل کی کامیابی کے لئے، دینی مدارس کے تحفظ کے لئے، افغانستان میں جہادی کوششوں کے ساتھ تعاون کے لئے اور پھر دفاع پاکستان کے لئے، میں نے تمام قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا ہے۔ علماء دیوبند کا اتحاد تو وقت کی ضرورت ہے، میں نے غیر مسلموں کو بھی دفاع پاکستان کے لئے متحد کیا۔ آج بھی جہاں یہ اجلاس دیکھ کر اور تمام جماعتوں کے سربراہوں کو ایک جگہ بیٹھے دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے وہاں یہ احساس بھی ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس اجلاس

میں جہادی جماعتوں کے سربراہوں کو بھی دعوت دی جاتی وہ بھی ہمارا حصہ ہیں اور انہوں نے مسلکی غیرت کے مطابق ہی جہاد میں حصہ لے کر نمایاں قربانی دی ہے۔ جہاد سے اپنے آپ کو الگ رکھ کر ہماری پہچان ختم ہوجائے گی۔ جس طرح حضور ﷺ نے اسلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ذروة سنامهِ الجهاد اسی طرح متحدہ ہندوستان میں جہاد کی پوری تاریخ اور پھر اب تک سب جانتے ہیں اور اس حقیقت سے ہمیں آنکھیں چرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ دیوبندیت کیلئے بھی ''ذروة سنامهِ الجهاد'' ہے۔ یہی تو ہمارے اور دوسرے مسالک کے درمیان مابہ الامتیاز ہے، دارالعلوم دیوبند کے اکابر اور شاہ عبدالعزیز کے خلفاء سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید کی تحریک سراسر جہاد پر مبنی تھی، پانی پت اور شاملی کے میدانوں میں حافظ ضامن شہید اور مولانا قاسم نانوتوی نے سروں پر گولیاں کھائیں، شیخ الہند کی اسارت مالٹا، اس تاریخ کو ہم بھول نہیں سکتے اور جو دوسرے لوگ تھے وہ تو ہر موقع پر استعمار کی دہشتگردی پر خاموش رہتے ہیں بلکہ عملاً اس کے معاون رہتے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر نے جہاد کی قوت سے تین عالمی قوتوں کو شکست دی ہے۔ پہلے برطانیہ کو، پھر سوویت یونین کو اور اب صرف امریکہ کو ہی نہیں تمام نیٹو افواج کو شکست سے دوچار کیا ہے اور یہ صرف ایک صدی میں ہوا جہاد ہی سے دنیا کی سپر طاقتیں مٹادی گئیں تو یہ ہماری پہچان ہے جس پر ہمیں فخر کرنا چاہیے۔ جہاد، دہشت گردی نہیں ہے کہ اس پر معذرت خوانہ انداز اختیار کیا جائے۔ ہم اگر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی خواہش پر جہاد چھوڑ دیں گے تب بھی وہ ہمیں اپنا دشمن ہی سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ جہاد کی برکت سے ہی دیوبندیت کا رعب ہے اور اس رعب کو قائم رکھنا ہوگا۔ کفر کو ہم کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتے اس کیلئے نہ دینی پہچان ختم کی جائے اور نہ اس کے لئے کوشش کی جائے۔ دیوبندی مسلک کے ساتھ تعلق رکھنے والی تمام قوتوں کو متحد کرنا ہوگا تاکہ ملک وملت کا دفاع کرکے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جاسکے۔ دیگر جن جماعتوں کو دعوت نہیں دی جاسکی انہیں بھی اس اتحاد میں شامل کیا جائے۔ پھر بھی مولانا عطاء المومن بخاری صاحب نے جو کوشش کی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اتحاد میں قوت ہے، رعب ہے، اتحاد ایک بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع کیلئے ارشاد فرمایا ہے: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا تو اس آیت میں دو دفعہ نعمت کا لفظ فرمایا اور واضح کیا کہ یہ جو تم آپس میں ایک دوسرے سے دور تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑ دیا اور تمہارے درمیان اخوت کا جذبہ پیدا ہوا یہ محض اللہ تعالیٰ کی نعمت سے ہوا۔ اور تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے الفت ڈال کر اپنی نعمت سے سرفراز کیا۔ تو اس نعمت پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے اور متحد ہوکر اعلیٰ مقاصد کے لئے جدوجہد کا

عزم کرنا چاہیے۔ ہمارے ملک کے سیاستدان اور حکمران نہیں چاہتے کہ علماء دیوبند متحد ہوں لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے کہ وہ اس کوشش کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ ہماری جماعت کے تمام کارکن اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کرینگے اور جو ایجنڈا تیار کیا گیا وہ قابل عمل بھی ہے اور وقت کی ضرورت بھی۔ میری جماعت کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب نے بھی یقین دلایا ہے، میں بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس جدوجہد میں ہم متفقہ فیصلوں کی پابندی کریں گے اور دیوبندی کارکنوں علماء اور مشائخ کی امنگوں پر پورا اتریں گے۔ اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم

....

حضرت مولانا اظہار الحق حفظہ اللہ

ناظم اعلیٰ دارالعلوم کیلئے دعائے صحت کی اپیل

۹ ر نومبر بروز اتوار دارالعلوم حقانیہ میں اپنے فرائض منصبی اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد ناظم اعلیٰ جامعہ دارالعلوم حقانیہ، فرزند شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ جناب حضرت مولانا الحاج اظہار الحق حقانی صاحب اپنی رہائش گاہ واقع بلمقابل جامعہ حقانیہ تشریف لے جاتے وقت سڑک عبور کرنے کے دوران ٹرک ڈمپر کی ٹکر (ایکسیڈنٹ) سے سخت زخمی ہوئے انہیں فوری طور پر ایمرجنسی علاج کے لئے نوشہرہ کے سی ایم ایچ ہسپتال پہنچایا گیا حضرت مولانا سمیع الحق بھی ان کے ہمراہ ہسپتال پہنچے جہاں انہیں پیشانی ہاتھ اور پاؤں پر چوٹیں لگنے کی وجہ سے ٹانکے لگوائے گئے۔ ابتدائی طبی امداد کے بعد انہیں گھر لایا گیا اگلے روز مزید طبی تحقیقات کے لئے انہیں اسلام آباد کے شفاء انٹرنیشنل ہسپتال میں داخل کیا گیا جہاں سر میں اندرونی چوٹ کی تشخیص کی گئی اور اس سلسلے میں مزید علاج شروع ہوا آج کل وہ علالت کی وجہ سے صاحب فراش ہیں اور الحمدللہ آہستہ آہستہ روبہ صحت ہو رہے ہیں، اخبارات اور ٹی وی چینلز پر خبر نشر ہونے پر ہزاروں لوگ عیادت کے لئے خود تشریف آوری کر چکے ہیں اور اتنے ہی لوگ روزانہ موبائلز فون، خطوط اور میسجز پر بیمار پرسی اور یاد آوری کر رہے ہیں ادارہ ان سب حضرات کا حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق، نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور موصوف کے فرزندان اساتذہ دارالعلوم حقانیہ مولانا حافظ عرفان الحق، مولانا حافظ لقمان الحق اور ڈاکٹر حسیب الحق کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپیل کرتا ہے کہ حضرت ناظم صاحب کی صحت کیلئے خصوصی دعائیں فرما کر ممنون فرمائیں......(ادارہ)

....

(قسط۳۳) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۱۹۶۶ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب' اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے ۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔ (مرتب)

مولانا عجب نور کی وفات پر تعزیتی شذرہ:

۸۔ مارچ: علمی و دینی حلقوں میں یہ اطلاع بڑے غم و رنج سے سنی گئی کہ بنوں کی ممتاز مذہبی شخصیت، علوم دینیہ کے زبردست عالم اور مدرسہ معراج العلوم بنوں کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عجب نور صاحب ۸۔۹ مارچ ۱۹۶۶ء کی درمیانی شب کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف علوم نقلیہ وعقلیہ کے جامع عالم اور دین کے بڑے مخلص خادم تھے۔ تقسیم سے پہلے کافی عرصہ مدرسہ شاہی مراد آباد میں تبلیغ و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مراد آباد سے آنے کے بعد بنوں میں نامساعد حالات کے باوجود دینی علوم کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور تھوڑے عرصہ میں آپ کے فیوضات سے علاقہ سیراب ہونے لگا۔ ایک مخلص بزرگ اور ایک جامع العلوم ہستی کا ایسے قحط الرجال میں اٹھ جانا علم و دین کی دنیا میں بہت بڑا سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو مقامات رفیعہ سے نواز

کر ان کے باقیات صالحات ،تلامذہ ،مدرسہ اور لائق وفاضل صاحبزادگان کو زندگی بھر اسی طرح خدمت دین میں مصروف رکھے۔اور یہ سب مرحوم کی روح کے لئے ٹھنڈک کا باعث ہوں۔دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مرحوم کے سانحہ جدائی پر شدید افسوس ورنج کا اظہار کیا گیا۔نماز عصر کے بعد طلبہ واساتذہ کے مجمع میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے حضرت مرحوم کے مناقب بیان کئے۔مرحوم کی روح کے لئے ایصال ثواب کرایا گیا۔اور رفع درجات کیلئے دعائیں کی گئیں۔

حضرت والد صاحب درس قرآن کے لئے تنگی کا سفر:

۲۰ اپریل: بروز منگل حضرت والد صاحب مدظلہ ،مولانا فضل قدوس صاحب مدرسہ جامع تنگی اور دیگر فضلاء ومتعلقین دارالعلوم کی دعوت پر تنگی (تحصیل چارسدہ) تشریف لے گئے،نماز عصر کے بعد مسجد دولت خیل میں علماء علاقہ اور حاضرین کے ایک بہت بڑے مجمع میں آپ نے درس قرآن مجید کا افتتاحی درس دیا۔جس کا آغاز تین سال قبل مولانا فضل قدوس صاحب نے فرمایا تھا۔حضرت شیخ الحدیث کا عالمانہ درس قرآن ''الحق'' میں شریک اشاعت ہوا۔نماز مغرب کے بعد مولانا حبیب اللہ صاحب مہتمم مدرسہ نے آپ سے جامعہ اسلامیہ تنگی کا معائنہ کرایا۔عشا کے بعد ایک بڑے جلسہ عام میں آپ نے ''حقیقی ترقی کیا ہے؟'' کے موضوع پر ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی۔

مولانا نصیرالدین غورغشتی کی آمد:

مئی ۶۶ء: ایک سفر کے دوران بقیۃ السلف شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین مدظلہ،غورغشتوی دارالعلوم تشریف لائے اور کافی دیر تک دفتر میں قیام فرمایا۔دارالعلوم کے ظاہری ومعنوی ترقیات کے لئے دعائیں فرمائیں اور حضرت شیخ الحدیث والد ماجد مدظلہ کی معیت میں مدرسہ تعلیم القرآن جلوزئی کے جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔

تعمیرات دارالعلوم:

مئی: جامع مسجد دارالعلوم کے دروازہ اور سبیلوں پر چھت ڈالنے کا کام پوری تیزی سے جاری ہے۔فوری ضرورت کی بناء پر دارالاقامہ میں مزید تین کمروں کی تعمیر ہورہی ہے۔(جو اَب احاطہ یوسفیہ ،مرحوم رکن دارالعلوم حاجی محمد یوسف کا نام پر موسوم ہے)ان تعمیراتی سرگرمیوں کی وجہ سے دارالعلوم کا عظیم جلسہ دستار بندی (جس کا انعقاد عرصہ سے زیرغور ہے) میں مزید تاخیر ہورہی ہے۔توقع ہے کہ اب یہ تاریخی اجلاس ستمبر یا اکتوبر میں منعقد ہوسکے گا۔ان شاء اللہ

دارالعلوم میں علم وعرفان کی بارش:

۷مئی: کئی حضرات علماء واکابرین دارالعلوم تشریف لائے۔ان کی آمد کی وجہ سے دارالعلوم میں علم وعرفان کی بارش رہی۔انجمن خدام الدین نوشہرہ کے تبلیغی جلسہ میں شرکت کے دوران حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب درخواستی ، جانشین شیخ التفسیرؒ مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، امیر انجمن خدام الدین لاہور، مناظر بے بدل حضرت مولانا لال حسین اختر، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلم اوردیگر کئی حضرات نے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا۔ دارالعلوم سے باہر طلبہ واساتذہ دارالعلوم نے بڑی گرمجوشی سے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔ دارالحدیث میں طلبہ واساتذہ کے اجتماع میں صبح آٹھ بجے جناب قاری فیوض الرحمٰن صاحب بی اے کی تلاوت سے اجلاس کا افتتاح ہوا۔حضرت مولانا لال حسین اختر نے ایک گھنٹہ تک حجیتِ حدیث ،فتنہ مرزائیت اورختم نبوت کے موضوع پر عالمانہ خطاب فرمایا۔ ان کے بعد امیر جمعیۃ علما اسلام پاکستان حضرت مولانا درخواستی مدظلہ، نے اپنے مخصوص انداز اور پُرسوز لہجہ میں ڈھائی گھنٹہ تک علم ومعرفت سے لبریز خطاب فرمایا اورعہد حاضر کے دینی فتنوں کی نشاندہی کرتے ہوئے علما کی ذمہ داریوں پرتوجہ دلائی۔خطاب کے دوران انہوں نے بار بار دارالعلوم حقانیہ سے اپنی محبت اورقلبی تعلقات اوراس ضمن میں اکابر کا دارالعلوم سے روابط کا ذکر کیا اورفرمایا کہ دارالعلوم کے ساتھ ہمارا جوخصوصی تعلق ہے اس کی تشریح کے لئے وقت درکار ہے۔ اورجس کے اسباب بہت گہرے ہیں۔ حضرت درخواستی مدظلہ کی درد میں ڈوبی ہوئی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انورمدظلہ کی تقریر ہوئی ،انہوں نے بھی دارالعلوم کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس کی کامیابی اورمزید ترقیات کیلئے دعائیں کیں اورطلباء اوراہل علم کو کافی دیرتک اپنے ارشادات سے محظوظ فرمایا۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ جہلم نے علماءحق کی ذمہ داریوں پرسیر حاصل تقریر کی۔ حضرت مولانا عبیداللہ انورصاحب مدظلہ، کے ساتھ دیگر حضرات کے علاوہ جناب ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین، جناب عثمان غنی صاحب بی اے واہ کینٹ، جناب محمد فاضل صاحب فاضل برادرز لاہور، اورکئی حضرات تشریف لائے۔ان حضرات نے دارالعلوم کے تمام شعبوں جامع مسجد جدیدتعمیرات کے علاوہ دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن (لوئر مڈل سکول) کا معائنہ بھی فرمایا۔ اوربچوں کی دینی تعلیم سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔ حضرت مولانا عبیداللہ انورصاحب مدظلہ نے اپنے والدین مرحومین کے ایصالِ ثواب کی خاطر دارالاقامہ کے دو کمروں کے اخراجات ادافرمانے کا وعدہ بھی کیا۔اوراس سلسلہ کی پہلی قسط دارالعلوم کوپیش فرمائی۔

۶۔مئی: جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو آپ نے انجمن خدام الدین نوشہرہ کے جلسہ کی پہلی نشست میں افتتاحی اور صدارتی خطاب فرمایا، جس میں قرآن مجید کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوریؒ اور ان کی انجمن خدام الدین کی عظیم خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا اور اس ضمن میں فضائل قرآن مجید اور خدمتِ قرآن کے مقام اور قرآنی تعلیم عام کرنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انجمن خدام الدین نوشہرہ کا اجلاس تین دن تک جاری رہا۔ اور مذکورہ الصدر علماء کے علاوہ مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی زاہد الحسینی اور شاعرِ حریت سید امین گیلانی وغیرہ نے بھی اس میں شرکت کی۔

مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری کی رحلت پر حضرت والد صاحب کے تاثرات

مئی: موت سے تو کسی کو مفر نہیں مگر بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی موت ہزاروں کی موت بن جاتی ہے۔ مخدومی حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہم بنورہٖ کی جدائی ہم سب کے لئے ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ وہ ہمارے سرپرست اور دعاگو تھے۔ قحط الرجال کے اس پرآشوب دور میں مرحوم ومغفور کا طیب وطاہر وجودِ مسعود ہم خدام کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ اسلاف کرام اور اکابرین دیوبند کی زندہ یادگار تھے۔ انہوں نے زندگی کے تمام لمحات کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی اشاعت واحیاء میں بسر کئے۔ ان شاء اللہ العزیز ان کو حق تعالیٰ نے اپنی آغوشِ رحمت میں اونچے مراتب سے نوازا ہوگا۔ انہوں نے جامعہ سے نہایت عالمانہ خطاب فرمایا

جناب مولانا کوثر نیازی کی دارالعلوم آمد:

۱۱۔جولائی ۶۶ء: لاہور کے جناب مولانا کوثر نیازی (مدیر شہاب لاہور) دارالعلوم تشریف لائے۔ دارالعلوم میں قیام کے دوران تعلیمی اور انتظامی شعبے اور تعمیراتی کام دیکھ کر بے حد محظوظ و مسرور ہوئے۔ بعد از نماز عصر جامعہ مسجد دارالعلوم کے وسیع صحن میں طلبہ دارالعلوم کی طرف سے انہیں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

حقانیہ ۱۳۸۶ھ کا بجٹ اجلاس حضرت خواجہ خان محمد کندیاں کی زیرِ صدارت

۱۸؍ستمبر ۱۹۶۶ء: دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اجلاس دارالحدیث میں منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی نے فرمائی۔

والد ماجد نے دارالعلوم کے شعبہ جات کی کارگزاری اور حسابات آمد وخرچ کی رپورٹ سنائی۔ سال

رواں ۱۳۸۶ھ کے لئے ایک لاکھ اٹھاون ہزار آٹھ سو پینسٹھ روپیہ کا میزانیہ (بجٹ) پیش کیا گیا۔

شعبہ تعلیم القرآن میں رفتہ رفتہ ترقی ہائی تک:

والد صاحب نے اجلاس سے خطاب کے دوران فرمایا کہ پچھلے سال شعبہ پرائمری سکول تعلیم القرآن میں حسب پروگرام چھٹی کلاس کا اضافہ کیا گیا۔ اور ہر سال اس میں ایک ایک جماعت کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ، تاکہ قوم کے بچے ہائی تک عصری تعلیم کے ساتھ کافی حد تک دینی علوم سے بھی آراستہ ہوسکیں۔

حضرت بنوری صاحب کا وفاق المدارس کی صدارت پر فائز ہونا:

حضرت شیخ الحدیث والد ماجد کا وفاق المدارس کے اجلاس میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ جہاں ۱۵/نومبر کیم شعبان کو آپ کی زیرصدارت اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا خیر محمد نے اپنے اعذار کی وجہ سے وفاق کی صدارت سے استعفیٰ دیا۔ آپ کی جگہ مولانا یوسف بنوری کا نام پیش ہوا۔ حاضرین نے اتفاق رائے سے منظوری دی۔ اجلاس میں طے ہوا کہ حضرت بنوری اور شیخ الحدیث والد ماجد شوال کے مہینے میں وفاق کے استحکام کیلئے وفاق سے ملحقہ مدارس کا ۱۰ روزہ دورہ کریں گے۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات:

۱۵۔نومبر ۱۹۶۶ء: کیم شعبان بروز منگل دارالعلوم کی تحریری امتحانات شروع ہوئے۔ ۳۵۰ طلباء سے مختلف علوم وفنون کے تقریباً ۶۰ کتابوں کا امتحان لیا گیا۔ ۱۲ شعبان سے سالانہ تعطیلات ہوئے۔ اگلے تعلیمی سال کا داخلہ ان شاء اللہ ۶/شوال کو شروع ہوگا۔ اور ۲۰ شوال کو اسباق کا افتتاح کیا جائے گا۔

ختم بخاری شریف:

۱۹/نومبر ۶۶ء: بروز ہفتہ ۵ شعبان بعد از عصر دارالعلوم کے وسیع و شاندار مسجد میں ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں طلباء واساتذہ کے علاوہ بھی لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ والد ماجد نے بخاری شریف کی آخری حدیث کی محدثانہ تشریح کرتے ہوئے تلامذہ کو کتب حدیث کے درس واستفادہ کی اجازت دی۔ تقریب کے آخر میں تمام حاضرین نے نہایت خضوع وخشوع سے دعا فرمائی۔ امسال فارغ التحصیل طلباء کی تعداد ۸۱ تھی۔

والد صاحب نے ملتان کے سفر میں ڈاکٹر اے ایم خان صاحب آئی سپیشلٹ سے اور ۳ شعبان کو واپسی پر

لاہور کے میو ہسپتال میں ڈپٹی میڈیکل سپریٹنڈنٹ ڈاکٹر خالد سیف اللہ صاحب ڈاکٹر منیر الحق صاحب سے تفصیلی معائنہ کروایا۔ حضرت والد صاحب کو شوگر، بینائی کی کمزوری اور علالت بدستور لاحق ہے۔

شیخ الحدیث صاحب کا قاضی احسان شجاع آبادی اور مفتی محمود سے ملاقاتیں:

اس سفر میں ملتان میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی عیادت بھی کی اور حضرت مولانا مفتی محمود سے جیل میں ملاقات بھی فرمائی۔

مولانا خان بہادر مارتو نگ کی دارالعلوم آمد:

۵ر شعبان: جامع المعقول والمنقول مولانا خان بہادر المعروف مارتو نگ مولانا صاحب صدر مدرس دارالعلوم سیدو سوات دیگر ممتاز علماء کے ساتھ دارالعلوم تشریف لائے۔ رات کا قیام دارالعلوم میں رہا۔ ۶ شعبان کو دارالعلوم کا معائنہ کیا، طلباء کو اس امتحان گاہ میں ملاحظہ کیا نیز تعلیم القرآن سکول کے بچوں اسلامی نصاب اور اسلامی معلومات سے بے حد محظوظ ہوئے۔ انہوں نے دارالعلوم کے بارہ میں کتاب الاراء میں تاثرات قلمبند کئے۔

مولانا عبدالخالق دارالعلوم کبیر والہ کی رحلت پر تعزیت:

ممتاز عالم دین دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے شیخ الحدیث مولانا عبدالخالق کا یکم شعبان کو نماز فجر سے قبل بحالت مراقبہ دورہ قلب سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت والد ماجد کے ساتھ حضرت مرحوم کے زمانہ قیام دیوبند سے بے حد مراسم تھے۔ جس کی وجہ سے وہ متعدد بار ان سے ملنے اکوڑہ آتے رہے۔ آپ بلند پایہ اخلاق وصفات کے حامل تھے۔ حضرت کی رحلت علمی دنیا کیلئے بڑا بھاری صدمہ ہے۔ حضرت والد صاحب نے مرحوم کے تمام متعلقین ولواحقین کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہوئے رفع درجات کی دعا کی۔ دارالعلوم میں ان کے ایصال ثواب اور رفع درجات کے لئے دعائیں کی گئیں۔

۲۷۔ نومبر ۶۶ء کو مدرسہ حنفیہ عثمانیہ ورکشاپی محلّہ راولپنڈی کے ناظم حضرت مولانا قاری محمد امین کی دعوت پر والد ماجد ختم بخاری شریف کی تقریب سعید میں شرکت کیلئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ جہاں ختم بخاری شریف کے بعد مفصل خطاب فرمایا۔

☆☆☆

۱۹۶۷ء کی ڈائری

شیخ الحدیثؒ کا صدر وفاق المدارس کے ہمراہ مدارس کا دورہ

فروری ۱۹۶۷ء، ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۸۶ کو حضرت والد صاحب نائب صدر وفاق نے مولانا یوسف بنوری صدر صاحب وفاق کے ہمراہ پشاور کے دارالعلوم سرحد، جامعہ اشرفیہ چارسدہ کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ اور اتمانزئی کے دارالعلوم نعمانیہ کا معائنہ وفاق المدارس کے حوالہ سے کیا۔ اس دورہ میں ارباب مدارس نے وفاق کے پروگراموں کے ساتھ مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا یوسف بنوری اور مولانا عبیداللہ انور کی دارالعلوم تشریف آوری:

۲۴ ذیقعدہ: حضرت شیخ الحدیث مولانا یوسف بنوری حقانیہ تشریف لائے اس موقع پر مدرسہ کے مختلف شعبوں کی کارکردگی ملاحظہ فرمائی اور دارالحدیث میں علم کی فضیلت اہل علم کی ذمہ داریاں سے وقت کے تقاضے اور حالات کی رفتار پر پرسوز انداز میں روشنی ڈالی۔

۲۰ ذی الحجہ: حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین دارالعلوم تشریف لائے۔ معائنہ کیا اور طلباء کو وعظ ونصیحت سے نوازا۔

ملتان کے سُنی کنونشن میں شرکت:

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ کو والد ماجد ملتان کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ۲۷ تاریخ کو وفاق کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی میٹنگ میں وفاق کی تنظیم وترقی کے بارے میں غور وخوض ہوا۔ ۸ تاریخ کو تنظیم اہل سنت کے زیراہتمام سنّی کنونشن میں شریک ہوئے اس کنونشن میں ملک کے عظیم اکثریت سُنیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کئی امور زیرغور آئے۔ جن میں نصاب تعلیم سے خلافت راشدہ کا حصہ خارج کرنے پر احتجاج اور شیعہ جلسے جلوسوں پر پابندی کی قراردادیں شامل ہیں۔

جمعیت علماء کی تنظیم سازی:

۲۹ ربیع الثانی کو جمعیت علماء اسلام کی مجلس عاملہ میں شرکت کی۔ جس میں جمعیت کی تنظیم نوعمل میں آئی۔ مولانا عبداللہ درخواستی صدر مولانا مفتی محمود اور مولانا عبیداللہ انور نائب صدور اور مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ منتخب کئے گئے۔

۵۔ جمادی الاول سے دارالعلوم کے ششماہی امتحان شروع ہوئے جو ۹ جمادی الاول تک جاری رہے۔ حسب معمول تحریری وتقریری دونوں طور پر لئے گئے۔

معلمین کیلئے ناظرہ قرآن مجید کورس میں شیخ الحدیث کا خصوصی خطاب:

محکمہ تعلیم پشاور ریجن کی طرف ناظرہ سے قرآن مجید کی تربیت کے سلسلہ میں تین ہفتوں کے تعلیمی کورس کا انتظام کیا گیا۔ جس میں تیس زنانہ و مردانہ سنٹروں کے لئے دارالعلوم حقانیہ نے قابل اور تجربہ کار معلم فراہم کئے جس میں اکثریت حقانیہ کے فضلاء کی تھی ۔اکوڑہ خٹک اور گردونواح کے علاقوں کے لئے دارالعلوم حقانیہ میں ایک سنٹر قائم کیا گیا۔ ۳۱ جولائی ۱۹۶۷ء کو اس کلاس کی افتتاحی تقریب سے حضرت والد ماجد نے ناظرہ قرآن کے موضوع پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔

پشاور میں بین الاقوامی محفل قرات:

۹۔فروری: بعداز نماز عشاء چوک یادگار پشاور میں قاری عبدالباسط عبدالصمد مصری، استاد محمود خلیل اور دیگر قراء کی تلاوت سنی۔ اس محفل قرات میں ۱۰ ممالک کے قراء حضرات شریک ہوئے۔

حضرت مولانا بنوری کی آمد اور ان کی مجالس میں حاضری:

۲۴ فروری: حضرت مولانا یوسف بنوری بعداز شام تشریف لائے، احقر کو بھی ساتھ پشاور لے گئے۔ جہاں مختلف مجالس علم و حکمت میں آپ سے استفادہ ہوا۔

بڑے صاحبزادے مولانا حامد الحق حقانی کی پیدائش (سابق ایم این اے)

برخوردار حامد الحق سلمہ کی پیدائش پر بے حد مسرت:

۲۶۔مئی ۱۹۶۷ء بمطابق ۱۵ رصفر ۱۳۸۷ھ بروز جمعۃ المبارک: تولد فرزند عزیز حامد الحق قریب طلوع شمس بفضل اللّٰہ وکرمه ومنه وخاصة الطافه، اللّٰھم اِنی وقفته علی دینِ محمدﷺ اللھم انفق حیاته، فی مرضاتك واطاعةِ واشاعةِ دینكِ و الذب عن الاسلام وکبت الباطل واعلاء کلمة الحق وبعمل حیاته ومماته فی سبیل دعوة الاسلام ونشر العلوم النبویة وتقبله لنفسك وللاسلام والمسلمین واجعلة محمودالسیرة مرضی السریرة وزینة بالاعمال الصالح والعلم والتقی والعفاف یا اله العالمین۔رب اجعلنی مقیم الصلوة ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدیّ وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

فرزندِ مذکور کی ولادت پر ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت والد ماجد مدظلہ نے مژدہ سنتے ہی نماز شکرانہ ادا کی اور سجدہ میں گر پڑے۔ خاندان میں بے حد مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ احباب و اقارب اہل

محلّہ اور متعلقین گھر پر اُمڈ آئے اور حسب رواج اظہار مسرت میں سینکڑوں کی تعداد میں فائرنگ کی۔ حضرت والد ماجد مدظلہ نے بچے کو طریقہ مسنونہ پر اذان ادا کی اور بچے کو منہ میں لعاب دہن دیا تادم تحریر ۱۹۔صفر متعلقین احباب اور خویش و اقارب کی آمد جاری ہے۔

۷رستمبر۔ اس ہفتہ راولپنڈی میں بسلسلہ دعوت اجلاس دارالعلوم مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب سے طویل ملاقات ہوئی۔

مولانا تقی عثمانی ومولانا رفیع عثمانی صاحبان کی آمد:

۱۳ستمبر ۱۹۶۷ء بعداز مغرب مولانا محمد تقی عثمانی مدیر البلاغ کراچی و مولانا محمد رفیع عثمانی صاحبزادگان مفتی محمد شفیع صاحب کراچی اور ان کے ایک عزیز مشرف حسین تشریف لائے۔ البلاغ اور الحق کے تعلق کے بعد یہ پہلی ملاقات ہوئی۔ طبیعت میں ان ملاقاتوں سے عجیب انشراح رہی علم و ادب، شعروشاعری اور ہر قسم کے لطائف وغرائب زیر بحث آئے۔

۱۴۔ستمبر ۱۹۶۷: مہمانان گرامی عثمانی برادران کیساتھ پشاور اور پنڈی کو جانا ہوا۔ پشاور سے مولوی یوسف قریشی بھی ساتھ تھے۔ رات پنڈی سے واپس ہوکر پشاور میں قیام رہا۔

دریائے کابل میں سید احمد شہیدؒ کا ذکرِ خیر:

۱۵ستمبر: آج اکوڑہ واپس ہوئے۔ نماز جمعہ مولانا رفیع نے پڑھائی، بعد از مغرب چاندنی رات میں دریائے کابل اکوڑہ میں کشتی میں محفل جمی۔ برادرم محمد تقی نے اپنی غزل ''اے وادی کشمیر'' سنائی۔ اس دوران باتوں کا رخ سید احمد شہید کے جہاد کی طرف پھر گیا۔ سامنے سید صاحب کے دریا عبور کرنے والی گھاٹی تھی اور سکھوں پر یلغار و شبخون کا سماں آنکھوں میں پھر گیا۔ ایسے میں ان اشعار نے تو غضب ڈھا دیا۔

۱۶۔ستمبر: حضرات مذکور الصدر واپس تشریف لے گئے۔

۱۷۔ستمبر: مجلس شوریٰ دارالعلوم کا بجٹ اجلاس منعقد ہوا۔

خواجہ عبدالمالک صدیقی کی آمد اور خطاب:

۱۹۔ستمبر ۱۹۶۷: شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی نقشبندی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ رات دارالعلوم میں ٹھہرے، بعد از عصر مسجد میں استغناء اہل علم وغفلت از عبادات وغیرہ پر

خطاب کیا۔ بعد از نماز مغرب وعشاء کافی طلبہ ان سے بیعت ہوئے۔ یاد رہے اس سے پہلے آپ بارہا تشریف لائے ہیں۔

۲۰ستمبر ۶۷ء: مولانا عبدالمالک صدیقی واپس تشریف لے گئے۔

والد ماجد کا سفر اوکاڑہ:

۲۴ نومبر ۶۷ء: والد صاحب بعد از عشاء خیبر میل سے اوکاڑہ، جناب نواب سلیمان صاحب ومحمد صدیق صاحب حبیب کاٹن فیکٹری کے بچیوں کی رسم نکاح میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ان کی رہائش اکوڑہ کے قریب رسالپور چھاؤنی میں تھی اور حضرت سے نہایت قریبی تعلق تھا۔

۱۹۶۷ء کا جلسہ دستار بندی:

۷۔۸ اکتوبر جمادی الثانی ۱۳۸۷ کو دارالعلوم کی سالانہ تقریب ختم بخاری وجلسہ دستار بندی منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے معروف علماء دین و اولیائے کرام نے شرکت فرمائی۔ جلسہ کی افتتاحی نشست بروز ہفتہ بعد نماز ظہر الحاج میاں مسرت شاہ رکن شوریٰ کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں شیخ الحدیث مولانا ادریس کاندھلوی جامعہ اشرفیہ نے اہل سنت والجماعت کے موضوع پر نہایت بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ مغرب کے بعد مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی نے پشتو میں تقریر فرمائی۔ اسی نشست میں حضرت والد ماجد شیخ الحدیث نے دارالعلوم کے پچھلے ۶ سال کی تفصیلی کارگزاری پر مشتمل مفصل رپورٹ پڑھ کر سنائی جو کہ الگ شائع کی جاچکی ہے۔

جبکہ دوسری نشست بعد از نماز عشاء برادرم قاری سعید الرحمٰن کی تلاوت سے شروع ہوئی جس کے بعد جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا عبداللہ درخواستی نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرمایا۔ جس کے دوران فرمایا کہ ملک میں خدا کا دین قائم رہا تو ملک میں بچ جائے گا اور اگر خدا کے دین کی بیخ کنی کی گئی تو ملک بھی مٹ جائے گا' خطاب کے بعد چونکہ انہوں نے ملتان جانا تھا۔ اس لئے چند طلباء کی دستار بندی تبرکاً فرما کر رخصت ہوئے۔ان کے بعد شیخ التفسیر مولانا شمس الحق افغانی نے کمیونزم اور اسلام کے موضوع پر مفصل خطاب کیا' بعد ازاں متحدہ عرب جمہوریہ کے جید قاری استاد عبدالرؤف نے اپنی مسحور کن تلاوت سے مجمع کو محظوظ فرمایا۔ تلاوت کے بعد خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مواعظ حسنہ سے لوگوں کو نوازا۔اس مجلس میں ہزاروں اہل علم کے علاوہ مشہور تاریخی شخصیت مولانا عزیز گل اسیر مالٹا بھی شریک تھے۔ پھر حضرت مولانا محمد علی جالندھری اپنے مخصوص

متکلمانہ انداز سے تقریر فرمائی جلسہ نماز فجر تک جاری رہا۔آخری نشست اتوا کی صبح شروع ہوئی۔ ابتداء میں علاقہ کے مشہور مفسر قرآن مولانا عبدالہادی شاہ منصور نے پشتو میں تقریر کی۔

۸۔اکتوبر کو علماء عظام نے فضلاء کرام کی دستار بندی کی۔غور غشتی کے مولانا نصیر الدین صاحب بھی تشریف لائے ۔مولانا قاری امین صاحب خطیب ورکشاپی محلّہ دستاریں پیش کرتے تھے۔حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دستار کے پیچ دے کر حضرت غور غشتوی صاحب کے لئے آخری پیچ دیتے تھے۔پھر فضلاء حضرات مذکورہ اکابر کے سامنے ہو جاتے۔جوان اپنے دست شفقت ان کے سروں پر پھیرتے ۔تین سوطلباء کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔اس نشست میں ریاست سوات کے محکمہ قضاء کے صدر مولانا قاضی عزیز الرحمٰن بھی شریک تھے۔دستار بندی کے بعد حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی نے اردو اور پشتو میں ملی جلی تقریر فرمائی۔آخر میں مولانا عبیداللہ انور امیر انجمن خدام القرآن نے اپنے ارشادات عالیہ سے لوگوں کو مستفید فرمایا۔

اس جلسہ میں تمام حاضرین کیلئے قیام وطعام کا خصوصی انتظام تھا۔اندازاً ۲۵ سے ۳۰ ہزار کا مجمع تھا۔

☆☆☆

(خوشخبری)

اس ڈائری میں جگہ جگہ اکابر ومشاہیر امت کے دارالعلوم میں خطاب کا ذکر ہے یہ تمام خطبات حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ خود مرتب ومدون کررہے ہیں۔علم وحکمت کا یہ خزانہ عنقریب ہی

''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر''

کے نام سے ہزاروں صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع ہورہے ہیں۔یہ ذخیرہ دارالعلوم کے سڑسٹھ (٦٧) سالہ دور پر محیط ہے علم وعمل، دعوت وجہاد، حکمرانی وسیاست اور تصوف وارشاد کا یہ بحر ذخار شناورانِ علم وحکمت کیلئے ایک عظیم نعمت ثابت ہوگا۔ان شاء اللہ (عرفان الحق)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

شانِ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

نحمدهٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح:۲۸)

حضور اقدس ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کی صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں (اے مخاطب) تو ان کو دیکھے گا کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کے (اس عبادت) کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔

وعن جابر عن النبی ﷺ قال لاتمسّ النار مسلماً رأنی اورأی من رأنی(رواہ الترمذی) حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس مسلمان کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہو (یعنی صحابی) یا اس شخص کو دیکھا ہو جس نے مجھ کو دیکھا (یعنی تابعی)

امت محمدیہ کی رفعت ومقام:

معزز حضرات! اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہترین امت قرار دیا اور لاتعداد ولاتحصی انعامات و اکرامات سے نوازا اور ان تمام صفات و کمالات کی اصل وجہ اور سبب محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے کیونکہ آپ ﷺ کو جو مقام و مرتبہ، عظمت و رفعت، درجہ وفضیلت حاصل ہے وہ نہ پہلے کسی کو ملی اور نہ ہی تا قیامت ممکن ہے اسی وجہ سے رسول ﷺ کے صحابہؓ افضل ترین صحابہ ہیں حضور اقدسؐ پر نازل ہونے والی کتاب سب سے افضل ترین کتاب، آنحضرت ﷺ کا شہر سب شہروں سے اعلیٰ وارفع، حتیٰ کہ ختم الرسل ﷺ کے جسدِ اطہر کے ساتھ جو مٹی لگی ہوئی ہے وہ مٹی جنت سے بھی افضل ترین ہے۔

یارانِ نبیؐ مظفر ومنصور:

آپ خود سوچیں جو آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھتی ہوں جو ہاتھ سرور کائنات ﷺ سے مصافحہ کی شرف سے

مشرف ہوں جو کان آپ ﷺ کی مبارک اور روحانی باتوں کو سننے سے مالا مال ہوں جو ناک حضور ﷺ کی انوارو برکات سے معمور اور منور بہترین خوشبو سونگھتے ہوں، جو قدم اور پاؤں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہونگے وہ کتنے قابل رشک، افضل اور مبارک ہونگے یہ سعادت صحابہ کرامؓ کو نصیب ہوئی اور انبیاء کرام کے بعد مرتبہ پایا۔

یاد رہے صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کو حالت ایمان میں دیکھا ہو اور حالت ایمان میں ہی وفات پائی ہو رسول ﷺ کے تمام صحابہ معیار حق، اور معیار ایمان تھے تمام امت کے اولیاء وعلماء اور صالحین اگر جمع ہو جائیں تو وہ ایک صحابی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتے جس طرح تمام انبیاءؑ معصوم عن الخطا ہیں اسی طرح تمام صحابہ کرامؓ محفوظ عن الخطا ہیں بہر حال تمام صحابہ کرام آسمان نبوت کے درخشندہ ستارے ہیں مگر ان میں خلفائے راشدینؓ کو تمام صحابہ کرامؓ پر فضیلت حاصل ہے پھر خلفائے راشدین میں سب سے بڑا مقام و مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نصیب ہوا آج انشاء اللہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عظمت کے بارہ چند معروضات پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

یارِ غار یارِ مزار:

معزز حاضرین! حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اپنا نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا مردوں میں سب سے پہلے ایمان کے نور سے منور ہونے والے ہیں اور اسلام کے ابتدائی دور کی تمام مشکلات برداشت کیں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ کے صحابہ کی تعداد ۳۸ ہوگئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس بات کا اصرار کیا کہ اب اسلام کی دعوت کھلم کھلا دینا چاہیے حضور ﷺ نے فرمایا ابھی مسلمانوں کی تعداد کم ہے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اصرار فرمایا تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی ابو بکر صدیقؓ نے مسجد حرام میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا اسلام میں سب سے پہلے بیان کرنے والے بھی ابو بکر صدیقؓ ہیں، ان کے بیان کو سن کر کفار مکہ حضرت ابو بکرؓ پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ چہرہ اور ناک کی پہچان کرنا مشکل تھی اسی موقع پر بنو تمیم قبیلہ کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور ان کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے آئے سارا دن بے ہوش پڑے رہے جب شام کو ہوش آیا تو پہلی بات یہی کہی کہ رسول ﷺ کا کیا حال ہے؟ میرے دوستو حقیقی عشق اسی کو کہتے ہیں کہ اپنے اذیت ناک تکلیف کو بھول کر اسوقت بھی اپنے محبوب ﷺ کی حالت کے بارہ میں بے چین رہے جب ان کو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ٹھیک ٹھاک ہیں تو فرمایا کہ اس وقت تک کچھ بھی نہیں کھاؤ نگا جب تک حضور ﷺ کا دیدار نہ کرلوں پھر رات کے اندھیرے میں اپنی ماں کے سہارے حضور ﷺ کی خدمت میں

حاضری دی تب جا کر ان کو اطمینان حاصل ہوا اس کے علاوہ ابتدائے اسلام میں کافی تکالیف برداشت کیں جو آپ وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہیں۔

لقبِ صدیق کی وجہ:

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت، محبت اور عشق تھا جسکی مثال ملنا ناممکن ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کی جسکی وجہ سے عرش بریں سے صدیق کا لقب پایا۔

واقعہ معراج آپ کو معلوم ہے جب اس سفر سے واپس تشریف لائے کفار کو اس سفر کے بارہ میں تفصیلات بتائیں تو وہ اس کا مذاق اڑانے لگے ان کو یقین نہیں آسکا کہ انسان کیلئے آسمانوں کا سفر کیسے ممکن ہے نعوذ باللہ وہ بد بخت اس سفر کو جھوٹی کہانی سمجھ کر اس سے انکار کرنے لگے اس دوران چند آدمی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچے اس واقعہ کو بطور مذاق انہیں سنایا ان کو توقع یہ تھی کہ ان دونوں کے درمیان اس طریقے سے جدائی اور علیحدگی ہو جائیگی ان کا خیال یہ تھا کہ یہ خبر سنتے ہی حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کی تکذیب کر دیں گے لیکن حضرت ابو بکرؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ اگر یہ بات حضور ﷺ نے فرمائی تو یقیناً درست ہوگی ابوبکر صدیقؓ ان کفار کو چھوڑ کر فوراً آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ ﷺ کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے حضور اقدس ﷺ ان کو بیت المقدس کا واقعہ بیان فرما رہے تھے آنحضرت ﷺ جو بات ارشاد فرماتے صدیق اکبر فوراً اسکی تصدیق کرتے اور فرماتے سچ فرمایا پس اس روز سے آپ کا نام صدیقؓ رکھ دیا۔

ہجرتِ سرکار اور خدا کی شانِ حفاظت:

محترم حاضرین بہرحال صدیق اکبرؓ نے سید الرسل ﷺ کے ساتھ ہر مقام پر شانہ بشانہ تعاون فرمایا اور اسی وجہ سے دنیا میں ہی جنت کی بشارت سے مشرف ہوئے حضور اکرم ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی رہے ہجرت کے موقع پر صدیق اکبر ساتھی بنے حتیٰ کہ اس دنیا میں بھی رفیق کی حیثیت رہی اور آخری ٹھکانہ قبر میں بھی قربت کا شرف حاصل ہوا آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب مدینہ منورہ ہجرت کا حکم ہوا تو حضور ﷺ نے رات ہی میں حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور تین دن غار ثور میں ٹھہرے ان تین دنوں میں خوراک کا انتظام کرنے والی بچی بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی لخت جگر تھی جب رات کو غار میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضور ﷺ کو عرض کیا آپ باہر رہیں پہلے میں داخل ہو کر غار کی صفائی کروں یہاں بھی حضرت ابو بکرؓ کی حضور ﷺ سے محبت کا جذبہ غالب رہا کہ کہیں غار میں کوئی موذی شے کی موجودگی حضور ﷺ کی تکلیف کا باعث نہ بن سکے تمام غار کو صاف کرنے کے بعد غار میں موجود سوراخوں کو

اپنے ہی کپڑوں سے پھاڑ کر بند کر دیئے جب ایک سوراخ باقی رہ گیا اور کپڑا ختم ہو چکا۔

لعاب مصطفیٰ سے شفاء:

جب حضورؐ تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ کی گود میں حضورؐ آرام فرمانے لگے تو صدیق اکبرؓ نے اس سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ کر بند کر دیا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک زہریلے سانپ نے اسی سوراخ سے حضرت ابوبکرؓ کو ڈس لیا ڈسنے سے صدیق اکبرؓ کی تکلیف بڑھتی رہی مگر اس خوف سے پاؤں اور بدن کو حرکت دینا مناسب نہ سمجھا کہ رحمت للعالمین ﷺ بیدار ہو کر ان کے آرام میں خلل نہ آئے شدت درد کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو ٹپک کر آنحضرت ﷺ (جو حضرت ابوبکر کی گود میں استراحت فرما رہے تھے) کی پیشانی مبارک پر گرے جسکی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے وجہ پوچھی صدیق اکبرؓ نے وجہ بیان کی حضور ﷺ نے اپنا لعاب دھن پاؤں پر لگایا جسکی برکت سے سانپ کا زہریلہ اثر، ابوبکرؓ کی بے چینی اور تکلیف فوراً ختم ہوئی یہ محبت اور عقیدت جس طرح ابو بکر صدیقؓ کی حضور ﷺ سے تھی یہی تعلق اور محبت آنحضرت ﷺ کا حضرت ابو بکرؓ سے تھا حضرت عمرو بن العاصؓ کے روایت میں ہے کہ سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ کی ابو بکرؓ سے تھی۔

آقاؐ کے محبوب:

وعن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ بعثه علی جیش ذات السلاسل قال فأتیته فقلت ای الناس احب الیك قال عائشه من الرجال قال ابو ھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافة ان یجعلنی فی اخرھم (بخاری ومسلم)

حضرت عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنا کر ذات السلاسل بھیجا وہ بیان کرتے ہیں کہ لشکر کی روانگی یا واپسی کے بعد جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے آپ نے فرمایا عائشہؓ سے میں نے عرض کیا میرا سوال مردوں کے بارہ میں تھا کہ مردوں میں سب سے زیادہ کون زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا عائشہ کے باپ یعنی ابوبکرؓ میں نے پوچھا ان کے بعد کون زیادہ محبوب ہے تو فرمایا حضرت عمرؓ اسکے بعد آپ نے کئی لوگوں کا ذکر فرمایا پھر اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ کہیں میرا نام سب سے آخر میں نہ آئے

رفاقت کے پیکر:

بہرحال! حیات نبوی ﷺ کا کوئی جہاد، کوئی واقعہ، کوئی کام ایسا نہیں جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو شراکت اور رفاقت کا شرف عظیم حاصل نہ ہوا ہو حضرت ابو بکر صدیق وہ واحد شخصیت ہیں جو نہ تو زمانہ جاہلیت میں آپ ﷺ سے جدا ہوئے اور نہ ہی زمانہ اسلام میں اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ ان کے والدین بھی صحابی تھے ان کی اولاد بھی صحابی اور اولاد کی اولاد بھی صحابی تھے حضرت

ابو بکر صدیقؓ ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے دنیا میں جو خصوصیات افضلیت کی ہیں وہ تمام حضرت ابو بکر صدیق کو حاصل تھی اور اسی طرح آخرت کی تمام انعامات و اکرامات بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہی حاصل ہیں جیسا کہ قیامت کے دن جب تمام انسانیت کو اللہ تعالیٰ قبروں سے اُٹھائے گا۔

قبر سے پہلے اٹھنے والی شخصیت:

تو سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ قبر سے اُٹھائے جائیں گے اور پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ اُٹھائے جائیں گے جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم آتی اهل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اهل مکه حتی احشر بین الحرمین (رواه الترمذی)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ان لوگوں میں سب سے پہلے میں ہوں گا جو زمین سے برآمد ہوں گے (یعنی قیامت کے دن جب تمام خلقت اپنی اپنی قبروں سے اُٹھ کر میدان حشر میں آئے گی تو سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور اپنی قبر سے اُٹھنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا میرے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور انکے بعد عمرؓ اپنی اپنی قبروں سے اُٹھیں گے پھر میں بقیع قبرستان کے مدفونوں کے پاس آؤں گا اور ان کو انکی قبروں سے اُٹھا کر میرے ساتھ جمع کیا جائیگا اور پھر میں اہل مکہ کا انتظار کرونگا یہاں تک کہ مجھے حرمین یعنی اہل مکہ اور اہل مدینہ کے درمیان میدان حشر میں پہنچایا جائیگا۔

تقاضائے محبت، اتباع سنت:

معزز سامعین! صدیق اکبرؓ نے یہ مقام و مرتبہ اس وجہ سے ہی پایا کہ وہ ہر موڑ پر نبی کریم ﷺ کی تابعداری، ان کے ساتھ عشق و محبت اور ان کی بہترین طریقے سے عظمت صدیقؓ کے دل میں تھی تمام زندگی قرآن و سنت کے ڈھانچے میں گزاری ان کی پوری کی پوری زندگی اس حدیث مبارک کی آئینہ دار تھی کہ ایک بار رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے سوال کیا تم میں کون شخص ہے جس کا روزہ ہو؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میرا روزہ ہے پھر فرمایا کہ آج کس نے کسی مسلمان کے نماز جنازہ میں شرکت کی؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میں نے پھر دریافت کیا کہ آج کس نے کسی محتاج و مسکین آدمی کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میں نے، اسی طرح بیمار کی عیادت کے بارے میں پوچھا کہ کس نے کسی بیمار کی عیادت کی تو تمام جماعت میں صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے جس نے یہ تمام اعمال کئے تھے یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اوصاف جس میں جمع ہو جائیں وہ جنتی ہیں انہی تابناک خصائل کی بدولت رب العزت نے " **الصحابة كلهم عدول** " کہ صحابہ کرامؓ تمام کے تمام عادل ہیں کے مقام پر فائز فرمایا۔

صحابہ کرامؓ کی مساعی مقبول:

محترم سامعین میرے ایک انتہائی قریبی دوست حضرت مولانا سید یوسف شاہ صاحب ہارون علاقہ چھچھ اپنے مواعظ میں شان صحابہؓ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ کہ صحابہ کرامؓ کا تمام کام اکمل اور قابل ستائش تھا صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی کامل تھی اور خلافت بھی کامل تھی ایک طرف مخلوق کی اصلاح کے لئے دنیا بھر کا سفر کر رہے ہیں دوسری طرف راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہیں گویا دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر اور رات کو مصلوں کی پیٹھ پر اپنے سر جھکاتے ہیں یہی صحابہ کرامؓ دنیا سے کفر اور الحاد، فسق و فجور کی آگ بجھانے کیلئے فائر بریگیڈ بن کر نکلے جب کہیں بھی آگ لگ جاتی تو یہ فائر بریگیڈ کا کامل اور افضل ترین عملہ آگ بجھانے نکلتا اپنا فرض اولین سمجھتے ہوئے فسق و فجور اور کفر کی آگ کو بجھا دیتے۔

صحابہ صبر وثبات کے کوہ جبل:

معزز حاضرین اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان والے صحابہ جن کی تعریف غیر مسلم بھی کرتے تھے "الفضل ماشھدت بہ الاعداد" تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جب فارس میں صحابہ کرامؓ جہاد کیلئے تشریف لائے تو ان کی تعدد صرف ۳۵۰۰۰ ہزار تھی اور مد مقابل دشمنان اسلام کی تعداد تین لاکھ تھی صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں میں نہ تو بہترین اور اس دور کے قابل استعمال اسلحہ تھا اور نہ ہی سب مسلح تھے جبکہ مد مقابل کفار کے پاس جنگ کے تمام ہتھیار تھے لیکن اس کے باوجود بھی صحابہ کرامؓ جب ان پر شیروں کی طرح ٹوٹ پڑے اور اہل فارس میدان جنگ سے لومڑیوں اور بلیوں کی طرح بھاگ رہے تھے فارس کے چیف آف آرمی سٹاف رستم پہلوان تھا جس کی بہادری اور شجاعت کے چرچے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے تھے بڑا پریشان ہوا اور تمام فوجی افسروں کو جمع کیا اور اپنی پستی کے اسباب و وجوہات معلوم کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے رستم کو ایک مختصر مگر جامع ترین جواب دیا کہ "وھم باللیل رھبان وبالنھار فرسان" کہ ان کا دن گھوڑوں کی پشت پر اور ان کی رات مصلیٰ کی پشت پر گزرتی ہے رات کے عابد اور دن کے شہسوار۔

سیرت صحابہ، بحرِ بے کنار۔

سامعین کرام! میں نے آپ کے سامنے صحابہ کرامؓ اور حضرت ابو بکرؓ کے مقام و مرتبہ فضیلت اور درجات کی ایک ادنی سی جھلک بیان کردی ورنہ ان کے ذکر و بیان کیلئے کئی ماہ و سال بھی کم ہیں اب نماز و خطبے کا وقت ہو گیا انشاء اللہ اگر زندگی باقی رہی صحابہؓ کی عظمت اور دوسرے خلیفہ و امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت پر بات کرنے کی کوشش کروں گا رب کائنات ہم سب کو تمام صحابہ کرام کی عظمت و احترام اور اس کی سیرت پر عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے دے آمین۔

مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی، انڈیا

میڈیا: کتنا سچ، کتنا جھوٹ

قرآن مجید میں ایک سورہ ہے'' الحجرات'' اس کا نام ہے، دو رکوع ، اٹھارہ آیتیں ہیں ،قرآن مجید کی یہ انتالیسویں سورہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی ،اس لیے مدنی کہلاتی ہے، اس سورہ میں ہم مسلمانوں کو اور خاص طور پر صحابہ کرام کو دو ہدایتیں دی گئی ہیں، ایک کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے، اور دوسری کا تعلق ہماری سماجی زندگی سے ،حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جو ہدایت اس سورہ میں دی گئی ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کا معاملہ کرنے کی ہے ،مثلاً چلنے میں آپ سے آگے نہ نکلا جائے ، گفتگو میں اپنی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست رکھی جائے ، گھر میں تشریف فرما ہوں تو باہر سے آواز دے کر نہ بلایا جائے۔

سماجی زندگی کے سلسلہ میں جو ہدایات ایمان والوں کو اس سورہ میں دی گئی ہیں، وہ یہ ہیں! اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں جھگڑا ہو تو ان دونوں کے درمیان صلح صفائی کرائی جائے ، کسی کو کسی پر زیادتی نہ کرنے دی جائے ، کسی کا مذاق نہ اڑایا جائے ، کسی کی غیبت نہ کی جائے ، کسی کے ساتھ بدگمانی نہ کی جائے ، دوسروں کے معاملات میں ناحق مداخلت نہ کی جائے ، بُرے نام سے کسی کو نہ پکارا جائے ، کسی کی ٹوہ میں نہ لگا جائے ، سب کو برابر کا سمجھا جائے اور بھائیوں کی طرح معاملہ کیا جائے ، ان ہدایات میں سے کسی کی خلاف ورزی ہوجائے تو ندامت کے ساتھ آئندہ نہ کرنے کا عہد کرتے ہوئے خدا کے حضور ہاتھ اٹھا کر توبہ کی جائے۔

اس سورہ میں ایک اہم ہدایت اور دی گئی ہے اور وہی آج کا ہمارا موضوع ہے ،اس سورہ کی آیت نمبر ٦ کو پڑھیے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴾(الحجرات ،٦)''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی غیر متقی (جو احکام شریعت کی خلاف ورزی کرتا رہتا ہے) کوئی خبر لے کر آئے ، تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ (اس کی بات اور بے بنیاد اطلاع پر اعتماد کر کے)تم کچھ لوگوں کے خلاف نادانی میں کوئی اقدام کر بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمانی کا سامنا کرو۔

اب ذہن کو تھوڑا سا یکسو کیجیے ، عقل کو شریعت کے تابع بنائیے ، پھر اس آیت میں دی گئی ہدایت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے، لفظ'' فاسق'' کو لیجیے ،فسق سے بنا ہے ،ف،س،ق ،اس کا مادہ ہے، معنی ہیں نافرمانی کے ، بدکرداری کے ،غلط بیانی کے، بے حیائی کے ،ضروری نہیں کہ یہ سارے اوصاف بیک وقت کسی ایک شخص میں جمع ہوجائیں ،ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اگر کسی میں پائی جائے گی تو اس کو فاسق کہا جاسکتا ہے، جیسے منافق کی تین علامتیں بیان کی گئی ہیں، بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے،

امانت رکھائی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے، بعض روایات میں ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ جب جھگڑا کرتا ہے تو بدکلامی پر اتر آتا ہے، اب کسی میں ان چاروں علامتوں میں سے کوئی ایک بھی علامت پائی جائے گی تو اس پر جزوی نفاق کا اطلاق ہوگا اور اگر خدانخواستہ یہ چاروں علامتیں اس میں نظر آئیں گی تو پھر وہ پورا کا پورا منافق ہوگا۔

اب آیئے! آج کے ذرائع ابلاغ پر! کیا آپ کو اس بات پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ موجودہ ذرائع ابلاغ کو فاسق قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو فاسق کے ساتھ اس آیت میں کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ یعنی تحقیق کے بغیر یقین نہ کرنا، کیوں کہ اگر ان خبروں پر بغیر تحقیق کے یقین کرلیا گیا تو پھر وہی نتیجہ نکلے گا جس نتیجہ سے یہ آیت ہمیں آگاہ کررہی ہے، یعنی اپنی نادانی سے ہم کچھ لوگوں کو نقصان پہونچا بیٹھیں گے، اور پھر بعد میں پچھتائیں گے۔

کبھی آپ نے سوچا کہ یہ میڈیا پرنٹ ہو یا الیکٹرانک، کس کے اشارہ پر کام کررہا ہے؟ فائنس اس کو کون کررہا ہے؟ اجارہ داری اس پر کس کی ہے؟ اب سنیے! یہ سچ ہے اور بالکل سچ کہ دنیا کے میڈیا کا ۹۶ر فیصد حصہ صرف اور صرف چھ کمپنیوں کی ملکیت ہے، اور وہ چھ کی چھ کمپنیاں یہودیوں Jews کی ہیں، دنیا کی سب سے بڑی کمپنی والٹ ڈزنی Walt Disney ہے، اس کمپنی کے امریکہ میں سب سے زیادہ پروڈکشن ہاؤس ہیں، کمپنی کے پاس سات بڑے نیوز پیپرس، تین میگزین اور بڑا کیبل نیٹ ورک ہے، جس کے چودہ ملین صارف ہیں، دوسری بڑی کمپنی ٹائم وارنر Time Warner جس کی ملکیت ایچ بی او امریکہ کا سب سے بڑا پے ٹی وی کیبل نیٹ ورک ہے۔

اس کے علاوہ امریکہ کی سب سے بڑی میگزین ٹائم میگزین Time Magazine بھی اس کی ملکیت ہے، یہ میگزین امریکہ میں سب سے زیادہ شائع ہونے والا میگزین ہے، یہ کمپنی خالصتاً یہودیوں کی ہے، تیسری کمپنی وائی کام Wai Com ہے، پیراماؤنٹ پکچرس Paramount Pictures اور ایم ٹی وی M.T.V اس کی ملکیت ہے، یہ لوگ نہ صرف میڈیا کو کنٹرول کررہے ہیں بلکہ انسانی ذہنوں کو تبدیل کرنے کا کام انجام دے رہے ہیں، بچوں کے کارٹون چینل کے ذریعہ اپنے مخصوص انداز میں ہر گھر میں داخل ہوگئے ہیں، بچوں، بڑوں، خواتین، ہر ایک کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

گویا اب انہیں کسی سے براہ راست لڑنے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے، چوتھی کمپنی نیوز کارپوریشن News Corporation ہے جس کی ملکیت فاکس ٹی وی نیٹ ورک FOX Broadcasting television network ہے، جو اپنی رائے اپنے ناظرین پر تھوپنے کا کام انجام دیتا ہے، ڈریم ورکس DreamWorks یہ میڈیا کمپنی یہودیوں کی بالادستی کو دکھانے کا کام کرتی ہے، ایک امریکی فلم ساز میل گبسن Mel Gibson نے گزشتہ دنوں ایک فلم پیشن آف دی کرائسٹ The Passion of the

Christ بنائی تھی جس میں اس نے یہودیوں کو آئینہ دکھانے کی کوشش کی تھی، اس فلم کے خلاف یہودیوں نے مورچہ کھول دیا اور اب وہ پردے سے غائب ہو چکا ہے۔

پرنٹ میڈیا کا عالم یہ ہے کہ امریکہ میں ۹۰رفیصد اشاعتی ادارے یہودی چلا رہے ہیں، امریکہ میں روزانہ ۶رکروڑ اخبارات فروخت ہوتے ہیں، جس میں ۷۵رفیصد حصہ یہودیوں کا ہے، رپورٹ کے مطابق امریکہ کے تین بڑے اخبار نیویارک ٹائمز The New York Times، وال اسٹریٹ جرنل Wall Street Journal اور واشنگٹن پوسٹ Washington Post یہودیوں کی ملکیت ہیں، اس کے علاوہ ٹائم میگزین Time Magazine اور نیوز ویک News Week یہ دونوں بھی ان ہی کی ملکیت ہیں، یہ تو رہا ان کا حال، یہ وہ ادارے ہیں جن سے دنیا بھر کی میڈیا انڈسٹری بالواسطہ طور پر وابستہ ہے، اور اس طرح یہ لوگ پوری دنیا کی میڈیا پر براہ راست قابض ہو چکے ہیں۔ اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں اور کیا پڑھ رہے ہیں، اور ہمارے بچوں کے ذہن کس سانچے میں ڈھل رہے ہیں؟۔

آج دنیا میں جو بگاڑ ہے، فساد ہے، لوٹ مار ہے، دہشت گردی اور تشدد پسندی ہے، کشیدگی اور فرقہ واریت ہے، خوں ریزی وخوں آشامی ہے، بدگمانی و بے اعتمادی ہے، تہمت والزام تراشی ہے، سچ کو جھوٹ قرار دینا اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنا ہے، اجالے کو اندھیرا اور اندھیرے کو اجالا بتانا ہے، صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کہنا ہے، یہ سب اسی فاسقانہ صفات کے حامل میڈیا پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنے کا نتیجہ ہے!۔

خبر کہاں سے آرہی ہے؟ کس نے دی ہے؟ کیسے پہونچی ہے؟ کن واسطوں سے پہونچی ہے؟ اور کیوں پہونچی ہے؟ یہ سب سمجھے بغیر بلکہ سمجھنے کی کوشش کیے بغیر رائے قائم کر لینا نہ صرف یہ کہ جہالت اور نادانی ہے بلکہ ایک گناہ ہے جو ہم سب سے سرزد ہو رہا ہے، غیبت کا دروازہ اسی سے کھلتا ہے، بدگمانی کو راہ اسی سے ملتی ہے، غلط فیصلے لینے کا سبب یہی چیز بنتی ہے، جو رائے ٹی،وی T.V کی نشریات پر قائم کی جاتی ہے، جو فیصلہ اخبارات میں شائع خبروں کی بنیاد پر لیا جاتا ہے، وہ اکثر غلط ثابت ہوتا ہے، اور اس کا نقصان صرف ہم کو اور آپ کو نہیں، پوری قوم کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

من گھڑت واقعات کی تشہیر میں اور اسٹوڈیو میں فلمائے گئے مناظر کی ترسیل میں، اخبارات وٹی وی T.V سے زیادہ موبائل کا حصہ ہے، چھوٹی سی یہ ڈبیہ ذہن سازی کا وہ کام کر رہی ہے، جو پچاس پچاس انچ کے ٹی وی،(H.D TV) اور پچاس پچاس صفحات کے اخبارات نہیں کر پا رہے ہیں, ہماری نادانی یہ ہے کہ ہم نے سوچے سمجھے بغیر فلمائے گئے ان مناظر کو صحیح مان لیا۔

کچھ نمونے ملاحظہ ہوں جو (WhatsApp) اور Facebook کے ذریعہ ہم تک پہونچے ہیں۔

(۱) منظر ایک چھوٹے سے گاؤں کا ہے، کچھ لوگ گڑانسے اور برچھے لیے کھڑے ہیں، ۵ سے ۱۰ سال کی عمر کے کچھ بچے ہیں جو کسی افریقی ملک کے لگتے ہیں، پیٹ ان کے پچکے ہوئے، گال ان کے دھنسے

ہوئے ،آنکھیں ان کی باہر لٹکی ہوئی ہیں، ایک ایک کرکے ان بچوں کو بلایا جاتا ہے،لکڑی کے ایک کندے پراس کو بٹھایا جاتا ہے، ایک شخص گڑانسا لے کرآگے بڑھتا ہے ،اور پلک جھپکتے گڑانسہ کا وار کرکے اس لڑکے کا ختنہ کردیتا ہے،لڑکے کے منھ سے ایک چیخ نکلتی ہے ،اورجسم سے خون کی ایک دھار،شور مچتا ہے،ڈھول بجتاہے اور اس شور میں ختنہ کی سنت ادا ہوجاتی ہے ،اب آپ بتایئے ! ختنہ کا یہ منظر دیکھ کر کیا تأثر قائم ہوگا؟اور ختنہ کے بارے میں لوگوں کی رائے کیا ہوگی؟اور بچوں پراس کے کیا اثرات مرتب ہونگے ؟۔

(۲)اٹھارہ انیس سال کی ایک دوشیزہ رسیوں سے جکڑی ہوئی ہے ،چاروں طرف سے کوڑے اس پر برس رہے ہیں، جرم اس کا یہ ہے کہ ایک غیر مرد سے اس نے بات کرلی ہے، گویا غیر مرد سے بات کرنے پر اسلام میں عورت کو یہ سزا ملتی ہے، جو اس کے جرم کے مقابلہ میں کیں زیادہ نظر آتی ہے، اس منظر سے عورتوں کے ذہن میں اسلام کی کیا شکل بنے گی ؟اسلام سے بیزاری اور نفرت ان کے اندر کتنی بڑھے گی؟۔

(۳)ایک کمرہ ہے ،علماء جیسی شکل رکھنے والے کچھ لوگ وہاں موجود ہیں، چہروں پر علماء کی سی داڑھیاں اور ہاتھوں میں بزرگان دین کی طرح تسبیحیں ہیں، لیکن ڈھول بجارہے ہیں ،ناچ رہے ہیں، گارہے ہیں ،اور سامنے بیٹھی عورتوں کی طرف اشارہ کرکے سیٹیاں بجارہے ہیں، ہم جیسے نادان لوگ یہ منظر دیکھتے ہیں، ہنستے ہیں اور ایک دوسرے کو یہ ویڈیو بھیجتے ہیں ،لیکن کبھی نہیں سوچتے کہ ہم کیا کررہے ہیں ،کبھی نہیں غور کرتے کہ موبائل پر آنے والے یہ ویڈیوز کیا پیغام دے رہے ہیں،اور علماء کو اس رنگ میں پیش کرکے کس طرح ہدف ملامت بنارہے ہیں؟

(۴)ایک برطانیہ نژاد لیڈی ڈاکٹر ایک میدان میں عراق کی حدود میں کھڑی ہے، چہرہ اس کا ڈھکا ہوا ہے،جسم پر اس کے ڈاکٹروں والا سفید کوٹ ہے ،گردن میں آلہ لٹکا ہوا ہے، ایک ہاتھ میں اس کے قرآن شریف ہے، اور دوسرے ہاتھ میں خون سے لت پت ایک انسانی کھوپڑی اور زبان پر اللہ اکبر کا نعرہ،مقصد اس ویڈیو کا کیا ہے؟ یہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں؟۔

(۵)ایک ویڈیو پاکستان کے ایک قبرستان سے متعلق ہے،ایک شخص (مسلمان) گرفتار کیا جاتا ہے، الزام ایسا گھناؤنا کہ جانور شرماجائے وہ قبرستان میں دفن ہونے والی نوجوان عورتوں کو قبر کھود کر باہر نکالتا تھا، پھر انسانیت کو شرمسار کرنے والی تمام حدوں کو پار کرجاتا تھا،موبائل پر میسج کے ساتھ اس کی جو تصویر دی گئی تھی وہ ایک نارمل آدمی کی سی تھی، نہ چہرہ پر ملال تھا ،اور نہ شرمندگی کے کوئی آثار، موبائل پر بھیجے جانے والے انسانیت سوز اس ویڈیو پر مسلمانوں نے مسلمانوں کو ہی لعن وطعن کا نشانہ بنایا، اور جو کچھ کہا جاسکتا تھا وہ اس شخص کو کہا گیا،لیکن کسی نے یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ یہ دفنانے کے اسلامی طریقہ کو نشانہ بنانے کی سازش کا ایک حصہ ہے، اگر نوجوان عورتوں کو مرنے کے بعد غیر اسلامی طریقہ پر جلادیا جائے یا گنگا جمنا جیسی ندیوں میں لہروں کے حوالہ کرکے کچھووں اور مگرمچھوں کی خوراک بنادیا جائے یا قبروں کو پختہ بنا کر ان

کی لاشوں کو اس قسم کے درندوں سے محفوظ کردیا جائے تب جا کر ان کو اس وحشیانہ سلوک سے بچایا جاسکتا ہے، ورنہ قبرستان میں دفن کرنے کی صورت میں یہ خطرہ ان کے ساتھ لگا رہے گا۔

(۶) ہمارے ایک دوست ہیں، ملاقات ان سے تقریبا روز ہی ہوتی ہے، کل جب سامنا ہوا تو انہوں نے بڑے دکھ بھرے لہجہ میں کہا، میرے ایک ہندو دوست نے واٹس اپ پر ایک ویڈیو بھیجا ہے، اس میں ایک شخص پٹھانی سوٹ میں ملبوس ہے، ٹخنوں سے اوپر اس کی شلوار ہے، چہرہ پر اس کے خوشنما ڈاڑھی ہے، اس کے سامنے انسانی کھوپڑیوں کا ایک ڈھیر ہے، جیسے کے ناریل کا ڈھیر ہوتا ہے، وہ شخص ایک کھوپڑی اٹھاتا ہے، اور نشانہ لگا کر دوسری کھوپڑی پر اس طرح مارتا ہے جس طرح ہمارے یہاں بچے کنچہ سے کنچہ کو مارتے ہیں، اور جب وہ یہ کھیل کھیلتے کھیلتے اکتا جاتا ہے، تو ان کھوپڑیوں کو فٹ بال کی طرح کک مار کر ادھر ادھر بکھیر دیتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس غیر مسلم دوست نے مجھ سے کہا کہ اب آپ کیا کہتے ہیں؟

اب دو نمونے صحافت کی کذب بیانی کے ملاحظہ ہوں۔

(۱) دس بارہ ہی دن گزرے ہوں گے، ایک معروف اردو روزنامہ میں ایک خبر شائع ہوئی، پہلے صفحہ پر، پہلی خبر، موٹی سرخی کے ساتھ، برطانیہ کے ایک مشہور اخبار کے حوالہ سے، خبر تفصیلی تھی، نقل کا یہاں موقع نہیں، ہاں خبر پر سرخی کچھ اس طرح کی لگی تھی ''جسم اطہرؐ کو مسجد نبوی سے منتقل کر کے کسی دوسری جگہ رکھنے کی تجویز''۔

خبر کیا تھی، زہر میں بجھا ہوا ایک تیر تھی، جو سیدھا دل پر لگا، دل کی جو کیفیت ہوئی وہ ہر صاحب ایمان سمجھ سکتا ہے، خبر بالکل ناقابل یقین تھی، لیکن پھر بھی خبر تھی، ہلا کر رکھدیا، سعودی حکومت کے بارے میں کیا کچھ خیالات دل ودماغ میں نہیں آئے، لیکن اگلے ہی دن اس خبر کی تردید آ گئی، اتنی خطرناک خبر، کتنی آسانی سے، اس طرح نمایاں کر کے دی گئی، اور اس کی تردید کتنی خاموشی سے، اخبار کے ایک کونہ میں، دبی سرخی کے ساتھ شائع کر کے، صحافتی دیانت داری کا ثبوت دینے کی ایک ناکام کوشش کی گئی ہے۔

یہ ایسی خبر تھی کہ آگ لگا سکتی تھی، لاشوں کے انبار لگا سکتی تھی، سعودی حکومت کے خلاف جنگ کا بگل بجا سکتی تھی، بددعا کے لیے لوگوں کے ہاتھ اٹھوا سکتی تھی، کیوں کہ برے سے برا مسلمان بھی آپؐ کے جسم اطہر کے ساتھ یہ گستاخی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

دوسری خبر اٹلی کے ایک اخبار کے حوالہ سے برطانیہ ہی سے شائع ہونے والے ایک عربی اخبار نے نقل کی ہے، خبر یہ تھی۔

سعودی ولی عہد سلمان بن عبدالعزیز نے مراکش کے شاہ محمد خامس کی بہن کو ایک نہایت قیمتی محل خرید کر تحفہ میں دیا، اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس خبر سے شاہی گھرانہ اور خاص طور پر سلمان بن عبدالعزیز (۸۰؍سالہ) کے اہل خاندان پر کیا اثرات پڑے ہونگے، اور خود مسلمانوں میں اور خاص طور پر سعودی بے روزگار نوجوانوں میں اس خبر کو لے کر کیسے کیسے تبصرے ہوئے ہوں گے، سلمان بن عبدالعزیز کی شخصیت کو

مجروح کرنے کے لیے کافی تھی، لیکن ایک ہی دن کے بعد اسی اخبار نے اپنی ہی خبر کی تردید شائع کرتے ہوئے کہا کہ سلمان بن عبدالعزیز نے وکیلوں کی ایک ٹیم اس اٹالین اخبار کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کے لیے روانہ کردی ہے۔

یہ تو صرف دو مثالیں ہیں، جو آج ہی کل کی ہیں، اگر آپ اخبارات کے پچھلے شمارے دیکھیں تو آج سچ اور جھوٹ ثابت ہونے کے بعد ان اخبارات کی شائع کردہ بعض خبروں کو پڑھ کر آپ ہنسیں گے۔

افسوس! کہ ہم بھول جاتے ہیں اور پھر بھول میں اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ آپؐ کا فرمایا ہوا بھی بھول جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع" آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات نقل کردے، اس حدیث کی روشنی میں اگر کہا جائے تو کہا جاسکتا ہے ہم میں سے تقریبا ہر شخص جھوٹا ہے، خبر پڑھتا ہے تو فورا نقل کردیتا ہے، خبر سنتا ہے تو فورا بیان کردیتا ہے، موبائل پر ویڈیو دیکھتا ہے فوراہی اس کو دوسروں کو بھیج دیتا ہے، یہ سوچے بغیر کہ اس کا یہ عمل اس کو اور اس کی قوم کو اور اس کے مذہب کو کتنا نقصان پہنچائے گا، اور دشمن کی کامیابی کے کتنے دروازے کھول دے گا۔

ہر وہ خبر، ہر وہ میسیج، ہر وہ ویڈیو اور ہر وہ کلپ جس سے کسی مسلمان کی تصویر بگڑتی ہے، اس کو پھیلانے کی نہیں، اس کو چھپانے کی ضرورت ہے، حدیث میں آتا ہے "من ستر مسلما ستره الله يوم القيامة" جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیگا، لیکن افسوس! کہ اسلامی تعلیمات سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہم بجائے پردہ ڈالنے کے پردہ چاک کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: المسلم مرآة المسلم" مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے، لفظ آئینہ پر ذرا غور کیجیے، اور قربان جائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر، کتنا خیال تھا آپ کو مسلمان کی عزت کا، اس کے وقار کا، اس کے احترام کا، کیا آئینہ شور مچاتا ہے؟ چیختا اور چلاتا ہے؟ ڈنکا بجاتا اور ڈگڈگی پیٹتا ہے؟ وہ تو نہایت خاموشی سے آپ کی خامیوں کی نشان دہی کرتا ہے، صبح جب آفس جانے کے لیے آپ گھر سے نکلتے ہیں اور آئینہ کے روبرو ہوتے ہیں تو وہ کتنے رازدارانہ طریقہ سے آپ سے کہتا ہے: کالر ٹھیک کرلیجیے، بٹن اوپر نیچے ہوگئے ہیں، درست کرلیجیے، ڈاڑھی کچھ الجھی ہوئی ہے، کنگھا کرلیجیے، مونچھوں کے بال بڑھے ہوئے ہیں، کتر لیجیے، اس پتلون پر یہ شرٹ جچ نہیں رہی ہے، دوسری پہن لیجیے، چشمہ ایک طرف جھکا ہوا ہے، کمانی اس کی سیدھی کرلیجیے، کان کے نیچے صابن لگا رہ گیا ہے، تولیہ سے اس کو پوچھ لیجیے، دانت ذرا میلے ہیں، پیسٹ کرلیجیے۔

یہ حق تھا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر، خاموشی کے ساتھ آئینہ کی طرح اس کی کمزوریوں، خامیوں اور عیبوں کی نشان دہی کرنا، نہ کہ ان کی تشہیر کرنا، اور ان کا چرچا کرکے اپنی ہی رسوائی کا سامان فراہم کرنا۔

مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفی و تصنیفی خدمات

(قسط۱۲)

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتیوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث و تمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔{ مولانا سمیع الحق }

الحَمْدُ لِلّٰهِ الّذی أَسْبَغَ علینا النِّعمة ، و أَنْزَلَ الکتابَ هُدًی لِّلنّاس ورَحْمَة ، والصّلٰوة والسّلام علٰی رسولِهٖ مُعَلِّمِ الکتاب والحِکْمَة ، وعلٰی آلِهٖ و أصحابه الحَفَظَةِ لِلقراٰن والسُنّة. أمّابعد! بندہ نے اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں علم اُصول الحدیث ،علوم الحدیث ،علم مصطلح الحدیث اورعلم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی پانچ سو پچاس (۵۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔

ناظرینِ کرام کویادرکھنا چاہیئے کہ اِس سلسلۂ مضامین کی جتنی کتابوں کا تذکرہ کیا جارہاہے اِن میں سے اکثر کتابیں بفضلہٖ تعالیٰ بندہ راقم الحروف کے پاس موجود ہیں جیسا کہ ہم نے گزشتہ قسطوں میں یہ بات دہرائی تھی ، اور یہ بھی یادرکھنا چاہیئے کہ جوکتابیں ابھی تک ہاتھ نہیں آئیں اُن کے ثبوت اورموجودگی کے ٹھوس اورمعتبرحوالہ جات اورمآخذ موجود ہیں ، البتہ طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے اُن حوالہ جات اورمآخذ کا ذکرترک کر دیاہے۔فقط

اَب اِس علم میں حضرات علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنفین کی تواریخِ وفات کی ترتیب پر)ذکرکی جاتی ہیں جوکہ مندرجہ ذیل ہیں:

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان، وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان)

۵۵۱. " الجرح والتّعديل فی رجال الحديث " تاليف امام الجرح و التّعديل الحافظ الكبير أبی زكريّا يحيی بن مَعِين بن عون بن زياد بن بسطام بن عبدالرّحمٰن الغطفانی ، المری ، البغدادی ، الحنفی ، أصلهٗ من سرخس ، المولود بِقرية نقيا قرب الأنبار فی آخر سنة ۱۵۸ ھ ، المتوفّٰی حاجًّا بِالمدينة المنوّرة فی الثّانی والعشرين من ذی الحجّة و قيل قبل أن يحجّ وهو يريد مكّة فی ذی القعدة سنة ۲۳۲ ھ

(امام یحیی بن معین کی حنفیت پر تصریح ، بلکہ یہ کہ "كان حنفيًا جلدًا غاليًا "، دیگر کتابوں کے علاوہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی دو کتابوں "سير أعلام النّبلاء " ج ۱۱ ، ص ۸۸ ، رقم ۱۲۸ ، اور "معرفة الرّواة المتكلّم فيهم بِما لا يوجب الردّ " ص ۴۹ میں بھی موجود ہے)

۵۵۲. " بيان السنّة " تاليف الامام المحدّث الفقيه أبی جعفر أحمد بن محمّد بن سلامة الأزدی الطّحاوی المصری الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۳۲۱ ھ

۵۵۳. " مصباح الدّجی من صحاح أحاديث المصطفٰی " تاليف الشّيخ الامام المحدّث الفقيه اللّغوی أبی الفضائل رضی الدّين الحسن بن محمّد بن الحسن بن حيدر بن علیّ القرشی العَدَوی العُمری الصّغانی ، الحنفی ، المولود بِمدينة لاهور سنة ۵۷۷ ھ ، المتوفّٰی بِبغداد سنة ۶۵۰ ھ

۵۵۴. " مجمع البحرين فی الجمع بين الصّحيحين " تاليف الشّيخ الامام المحدّث الفقيه اللّغوی أبی الفضائل رضی الدّين الحسن بن محمّد بن الحسن بن حيدر بن علیّ القرشی العَدَوی العُمری الصّغانی ، الحنفی ، المولود بِمدينة لاهور سنة ۵۷۷ ھ ، المتوفّٰی بِبغداد سنة ۶۵۰ ھ

۵۵۵. " عقلة العجلان فيمن فی صحبتهم نَظَرٌ من الصّحابة " تاليف الشّيخ الامام المحدّث الفقيه اللّغوی أبی الفضائل رضی الدّين الحسن بن محمّد بن الحسن بن حيدر بن علیّ القرشی العَدَوی العُمری الصّغانی ، الحنفی ، المولود بِمدينة لاهور سنة ۵۷۷ ھ ، المتوفّٰی بِبغداد سنة ۶۵۰ ھ

۵۵۶. " نقعة الصّديان " أو " بغية الصّديان " فيمن فی صحبتهم نَظَرٌ من الصّحابة " تاليف الشّيخ الامام المحدّث الفقيه اللّغوی أبی الفضائل رضی الدّين الحسن بن محمّد بن الحسن بن حيدر بن علیّ القرشی العَدَوی العُمری الصّغانی ، الحنفی ، المولود بِمدينة

لاهور سنة ۵۷۷ھ ، المتوفّٰی ببغداد سنة ۶۵۰ھ
(یہ کتاب مولف رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا کتاب کا مختصر ہے، اور یہ کتاب طبع شدہ ہے)
۵۵۷. " منارة الاسلام ، ترتیب بیان الوهم والایهام ، لِابن القطان " تالیف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّین أبی عبدالله مُغُلْطای بن قِلِیج بن عبدالله البَکْجَرِی المصری الحنفی ، المولود سنة ۶۸۹ھ ، المتوفّٰی فی شعبان سنة ۷۶۲ھ
۵۵۸. " شرح ثلاثیات البخاری " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه محمّد بن الحاجّ حسن الحنفی، کان مُدَرِّسًا بِقسطنطینیّة و أدرنه ، المتوفّٰی بقسطنطینیّة سنة ۹۳۹ھ
۵۵۹. " بنات الأفکار فی معانی الأخبار " (فی مختلف الحدیث) تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرهٖ شمس الدّین أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ
(یہ کتاب "دار الکتب المصریہ" مصر میں فوٹوسٹیٹ کی شکل میں موجود تھی، شاید کہ طبع ہوکر شائع ہوئی ہو)
۵۶۰. " الأربعون حدیثًا عن أربعین شیخًا ، مذیّلة بِالکلام علی الأحادیث وتراجم الشّیوخ " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرهٖ شمس الدّین أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ
۵۶۱. " الثّلاثون حدیثًا البُلْدَانیّة " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرهٖ شمس الدّین أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ
۵۶۲. " غایة الطّلب ، فی الکلام علٰی حدیث سلسلة الذّهب " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرهٖ شمس الدّین أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ
۵۶۳. " نفحة الرّیحانة و رشحة طلاء الحانة " (فی أسماء الرّجال) تالیف الشّیخ الأدیب اللّغوی محمّد أمین بن فضل الله بن محبّ الله بن محبّ الدّین محمّد بن أبی بکر

تقیّ الدّین بن داؤد الحَمَوی الدّمشقی الحنفی،المعروف بِا لمُحِبّی ، المولود سنة ۱۰۶۰ھ ، المتوفّٰی بِدمشق فی الثّامن عشر من جمادی الأولٰی سنة ۱۱۱۱ھ
(یہ کتاب قاضی القضاۃ شہاب الدین احمد الخفاجی الحنفی کی کتاب "ریحانة الألبا و زهرة الحیاة الدّنیا " جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۲۷۴ پر گزر چکی ہے، کی ذیل ہے)
۵۶۴. " الأحادیث القُدُسِیّة " تالیف الشّیخ العارف بِاللّٰه عبدالغنی بن اسمٰعیل بن عبد الغنی بن اسمٰعیل بن أحمد بن ابراهیم النّابلسی الدّمشقی الحنفی النّقشبندی القادری ، المولود بِدمشق فی الخامس من ذی الحجّة سنة ۱۰۵۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الرّابع و العشرین من شعبان سنة ۱۱۴۳ھ
۵۶۵. " فهارس و اِجازات النّابلسی " لِلشّیخ العارف بِاللّٰه عبدالغنی بن اسمٰعیل بن عبد الغنی بن اسمٰعیل بن أحمد بن ابراهیم النّابلسی الدّمشقی الحنفی النّقشبندی القادری ، المولود بِدمشق فی الخامس من ذی الحجّة سنة ۱۰۵۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الرّابع و العشرین من شعبان سنة ۱۱۴۳ھ
۵۶۶. " الحاشیة علٰی تقریب التّهذیب لِابن حجر " تالیف الشّیخ العلّامة المحقّق المدقّق السیّد محمّد أمین بن السیّد حسن بن محمّد أمین بن علیّ المیر غنی المکّی الحنفی ، المتوفّٰی بِمکّة فی شعبان سنة ۱۱۶۱ھ
۵۶۷. " آثار المحدّثین " تالیف الشّیخ الامام الشّاه ولیّ اللّٰه أحمد بن عبد الرّحیم بن وجیه الدّین المحدّث الدّهلوی الحنفی ، المولود یوم الأربعاء ، الرّابع عشر من شوّال سنة ۱۱۱۴ھ ، المتوفّٰی بِمدینة دهلی یوم السّبت سلخ شهر اللّٰه المحرّم سنة ۱۱۷۶ھ
۵۶۸. " مجموعة اِجازات ابن الخُوجَة " لِلشّیخ العلّامة الفقیه الأصولی أبی العبّاس أحمد بن محمّد بن أحمد خوجة التُونُسِی الحنفی ، المولود بِتونس سنة ۱۲۴۵ھ، المتوفّٰی بِها سنة ۱۳۱۳ھ
۵۶۹. " دُرّة الحدیث " (منظومة فی علم مصطلح الحدیث ، علٰی طریقة السّؤال و الجواب) تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه محمّد أمین بن محمّد بن خلیل الدّمشقی الحنفی ، الشّهیر بِالسّفَرْجَلانی ، المتوفّٰی سنة ۱۳۳۵ھ
(مولف رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کی خود ایک شرح بھی لکھی ہے جو " الکوکب الحثیث شرح دُرّة

الحدیث " کے نام سے موسوم ہے، جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۲۴۰ پر گزر چکی ہے، مولف رحمہ اللہ نے یہ کتاب اپنی شرح کے ساتھ خود ۱۳۱۶ھ میں ''مطبعۃ روضۃ الشّام'' دمشق سے طبع کرائی تھی اور پھر ماضی قریب یعنی ۱۴۲۶ھ میں '' دار ابن حزم'' بیروت، لبنان سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

۵۷۰. " الحاشية علٰی شرح نخبة الفكر " (عربی) تاليف الشّيخ مولانا محمّد أيّوب بن محمّد لطيف اللّٰه البشاوری ، الحنفی ، المولود ببشاور سنة ۱۲۵۰ ھ ، المتوفّٰی سنة ۱۳۳۶ھ

۵۷۱." ثَبَتُ الأسانيد فی رواية المسانيد "(ومعه أسانيد خمسين كتابًا لِلمحدّثين) لِلشّيخ مولانا محمّد أيّوب بن محمّد لطيف اللّٰه البشاوری ، الحنفی ، المولود بِبشاور سنة ۱۲۵۰ ھ ، المتوفّٰی سنة ۱۳۳۶ھ

(یہ کتاب ''مطبع اسلامی'' لاہور (قدیم) سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۵۷۲. " درّالسّحابة فی صحة سماع الحسن البصری مِنْ جماعةٍ من الصّحابة " (فی مجلّد ضخم) تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث المسند الرّحّالة الرّاوية أبی الخير أحمد بن عثمان بن علیّ العطّارالمكّی ثمّ الهِندی ، الحنفی ، المولود بِمكّة المكرّمة يوم الاثنين ، الثّانی من ذی القعدة سنة ۱۲۷۷ ھ ، المتوفّٰی بِكانفورِ الهند فی الحادی عشرمن ربيع الآخر سنة ۱۳۴۵ھ

۵۷۳. " حصول المُنٰی بِأصول الألقاب والكُنٰی " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث المسند الرّحّالة الرّاوية أبی الخير أحمد بن عثمان بن علیّ العطّارالمكّی ثمّ الهِندی ، الحنفی ، المولود بِمكّة المكرّمة يوم الاثنين ، الثّانی من ذی القعدة سنة ۱۲۷۷ ھ ، المتوفّٰی بِكانفورِ الهند فی الحادی عشرمن ربيع الآخر سنة ۱۳۴۵ ھ

۵۷۴. " اتحاف البشر فی أعيان القرن الثّالث عشر" تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث المسند الرّحّالة الرّاوية أبی الخير أحمد بن عثمان بن علیّ العطّارالمكّی ثمّ الهِندی ، الحنفی ، المولود بِمكّة المكرّمة يوم الاثنين، الثّانی من ذی القعدة سنة ۱۲۷۷ ھ،المتوفّٰی بِكانفورِ الهند فی الحادی عشرمن ربيع الآخر سنة ۱۳۴۵ ھ

۵۷۵. " البَرَكةُ التّامّة فی شيوخ الاِجازة العامّة " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث المسند الرّحّالة الرّاوية أبی الخير أحمد بن عثمان بن علیّ العطّارالمكّی ثمّ الهِندی ، الحنفی ، المولود بِمكّة المكرّمة يوم الاثنين ، الثّانی من ذی القعدة سنة ۱۲۷۷ ھ، المتوفّٰی بِكانفورِ الهند فی الحادی عشرمن ربيع الآخر سنة ۱۳۴۵ ھ

۵۷۶. " النّفحُ المِسْکی لِمُعْجمِ شیوخ أحمد المکّی " لِلشّیخ العلّامة المحدّث المسند الرّحالة الرّاویة أبی الخیر أحمد بن عثمان بن علیّ العطّارالمکّی ثمّ الہندی ، الحنفی ، المولود بِمکّة المکرّمة یوم الاثنین ، الثّانی من ذی القعدة سنة ۱۲۷۷ھ ، المتوفّٰی بِکانفورِ الھند فی الحادی عشرمن ربیع الآخر سنة ۱۳۴۵ھ

(اِس کتاب کاقلمی نسخہ'' مکتبہ آصفیہ'' حیدرآباددکن، ہندوستان میں موجودتھا)

۵۷۷. " رسالةٌ فی أصول الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیہ الزّاھد أبی بکر بن محمّد شیث بن سخاوت علی العمری الجُوْنفوری الحنفی ، المولود بِمدینة جُوْنفور سنة ۱۲۹۷ھ ، المتوفّٰی فی الثّالث و العشرین من شعبان سنة ۱۳۵۹ھ

(علامہ سیدسلیمان ندوی نے اپنی تصنیف'' یادِرَفتگان'' میں مولف رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے:... وہ مذہبی تھے اورسخت مذہبی ،لیکن وہ (لوگ) بھی اُن کو مانتے تھے جو مذہب کونہیں مانتے تھے، وہ بے دینوں میں بھی ایسے پیارے تھے جیسے دینداروں میں، اور یہ اُن کے حُسنِ اخلاق کی بڑی کرامت تھی...، ایک دفعہ میں نے کہا اوراُنہوں نے مانا تھا کہ ایک مذہب ہے جسکے دو ہی پیرو ہیں، ایک وہ اورایک میں، مقصود تقلید و عدمِ تقلید کے مسائل میں اعتدال سے تھا...، ۱۹۲۵ء سے لیکر ۱۹۴۰ء تک پندرہ برس مسلم یونیورسٹی میں ناظمِ دینیات رہے، اِس عرصہ میں کئی انقلاب آئے مگر وہ اپنی جگہ پر تھے، ساتھ ہی اُن کے جبّہ و دستار کی شان میں وہ بلندی رہی کہ کوٹ، پینٹ اور ہیٹ والے اُن کے آگے جُھک جُھک جاتے تھے۔اور علامہ مولانا عبدالحیّ الحسنی نے " نزھة الخواطر " میں مولف رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے:... یتعمّم فی غالب الأوقات)

۵۷۸. ''مُحدِّثین عظام اور اُن کے علمی کارنامے'' تالیف الشّیخ الفاضل الدّکتور تقیّ الدّین النّدوی المظاھری الحنفی، أستاذ الحدیث بِجامعة الامارات العربیة المتّحدة ، فَرَغَ من تالیفہٖ یوم الاثنین ،الثّانی من رجب سنة ۱۳۸۵ھ

(اِس کتاب میں مولف نے آئمہٴ اربعہ وارباب ِصحاحِ ستّہ اور امام طحاوی رحمہم اللہ کا تحقیقی تذکرہ، تاریخِ تدوینِ حدیث اورجمعِ حدیث کیلئے اُنکی کوششوں کا ذکراور اُنکی تصنیفات پرمفصل وسیرِ حاصل تبصرہ کیا ہے۔

جب بندہ نورمحمد ثاقب نے ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں دورہٴ حدیث پڑھنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان میں پاکستان بھرمیں اوّل پوزیشن حاصل کر لی، تو قدوة العلماء و زبدة الأتقیاء، سابق اُستاذِ دارالعلوم دیوبند، بانی جامعہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ نے بندہ کو ایک بڑے اجتماع میں اپنے دستِ مبارک سے بہت مفید اور بیش بہا کتابیں بطورِ انعام عطا فرمائیں، جن میں مذکورہ بالا کتاب، "معارف السنن شرح سنن الترمذی" مکمل سیٹ چھ جلدیں، " تحفة العلوم والحِكَم بشرح خمسين من جوامع الكلم "المعروف بہ تحفۂ علم وحکمت، "بستان المحدثین" اور دیگر کتابیں شامل تھیں)

۵۷۹. " أنوار النّظر علٰى شرح نخبة الفكر" تاليف الشّيخ مولانا سيّد أنوار الحق كاكا خيل البشاورى،الحنفى، فاضل دارالعلوم ديوبند و مدرّس الجامعة الاسلاميه دابهيل سابقًا ، المولود بِنوشهره بشاور سنة ۱۳۳۹ھ ، المتوفّٰى بِها سنة ۱۳۸۸ھ

۵۸۰. " الازْدِيادُ السّنِى على اليانع الجَنِى " تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه مولانا مفتى محمّد شفيع بن الشّيخ محمّد يٰسين الدّيوبندى العثمانى الحنفى ، المولود ليلة الحادى والعشرين من شعبان سنة ۱۳۱۴ھ ، المتوفّٰى ليلة العاشر من شوّال سنة ۱۳۹۶ھ

(یہ کتاب "ادارۃ المعارف" کراچی سے طبع ہوکر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۱. " حديث كا درايتى معيار " تاليف الشّيخ مولانا محمّد تقى الأمينى الحنفى ، المولود بِباره بنكى ، الهند فى الثّانى والعشرين من شوّال سنة ۱۳۴۴ھ ، تلميذ العلّامة مولانا مفتى كفايت اللّٰه الدّهلوى ، فَرَغَ المؤلّف من تاليف هٰذا الكتاب فى السّابع والعشرين من ربيع الثانى سنة ۱۴۰۰ھ (یہ کتاب "قدیمی کتب خانہ" آرام باغ۔ کراچی سے طبع ہوکر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۲. " بَصَائر السُنّة " (فى مجلّدين) تاليف الشّيخ مولانا سيّد أمين الحق بن محمّد اسحاق الطُّوْرُوى المَرْدَانى ، الحنفى ، فاضل دارالعلوم ديوبند ، المولود بِطُوْرُو مردان (باكستان) سنة ۱۳۲۲ھ ، المتوفّٰى فى ذى القعدة سنة ۱۴۰۱ھ۔

(یہ کتاب حجّیتِ حدیث کے موضوع پر ہے اور دو جلدوں میں سات سو (۷۰۰) کے قریب صفحات میں شائع ہوئی ہے)

۵۸۳. " تحقيق " تقريب التّهذيب لِابن حجر " تاليف الشّيخ الفاضل العلّامة المحقّق محمّد بن محمّد بن عوّامة الحَلَبى الحنفى ، نزيل المدينة المنوّرة ، المولود (حفظه اللّٰه تعالٰى) بِمدينة حَلَب فى الرّابع عشر من ذى الحجّة سنة ۱۳۵۸ھ ، فَرَغَ من تاليفهٖ فى الخامس عشر من ذى الحجّة سنة ۱۴۰۵ھ (یہ کتاب "دارالرشید" حلب،شام سے طبع ہوکر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۴. " آثار الحدیث " (اُردو ، فی مجلّدین) تالیف الشّیخ الدّکتور العلّامۃ خالد محمود السّیالکوٹی الحنفی ، نزیل لاھور ، فَرَغَ من تالیفہٖ یوم الخمیس ، الثّانی من صفر سنۃ ۱۴۰۶ ھ

(یہ کتاب دو بڑی جلدوں میں ہے، جلد اوّل کے مباحث کے بڑے عنوانات یہ ہیں:

معرفت لفظِ حدیث ، تاریخ حدیث ، موضوعِ حدیث ، ضرورتِ حدیث ، مقامِ حدیث ، اَخبار الحدیث ، قرآن الحدیث ، حجیتِ حدیث ، حفاظتِ حدیث ، تدوینِ حدیث ، رجال الحدیث ، شیعہ اور علمِ حدیث ، اسلوبِ حدیث ، اَمثال الحدیث ، اور غریب الحدیث۔

اور جلدِ دوم کے مباحث کے بڑے عنوانات یہ ہیں:

آداب الحدیث ، قواعد الحدیث ، اقسام الحدیث ، متون الحدیث ، شروحِ حدیث ، تراجمِ حدیث ، آئمۂ حدیث ، فقہاءِ حدیث ، آئمۂ جرح و تعدیل ، آئمۂ تالیف ، آئمۂ تخریج ، اہلِ حدیث ، منکرینِ حدیث اور مدارسِ حدیث۔ یہ کتاب مطبعہ '' دارالمعارف '' لاہور سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۵. " ھدایۃ السّاری اِلٰی دراسۃ البخاری " (مقدّمۃ الفیض السّاری فی شرح صحیح البخاری) تالیف الشّیخ المحقّق المحدّث مولانا امداد الحق بن مولانا عبد النّور بن المولوی شھادۃ اللّٰہ بن عتیق اللّٰہ السّلھتی، البنغلادیشی ، الحنفی ، المولود سنۃ ۱۳۶۱ ھ ، فَرَغَ من تالیفہٖ سنۃ ۱۴۰۹ ھ

(یہ مقدمہ عربی زبان میں دو بڑی جزءوں پر مشتمل ہے ، یہ پہلی بار '' مؤسّسۃ شیخ الہند دار الفکر الاسلامی '' بنگلہ دیش سے اور پھر '' زمزم پبلشرز '' کراچی سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

۵۸۶. " تحقیق " مُصَنّف عبد الرّزاق " تالیف الشّیخ المحدّث أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنۃ ۱۳۱۹ ھ ، المتوفّٰی فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنۃ ۱۴۱۲ ھ

(یہ کتاب '' المکتب الاسلامی '' بیروت۔ لبنان سے ۱۴۰۳ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۷. " تحقیق " المنار المنیف فی الصّحیح والضعیف لِابن القیّم " تالیف العلّامۃ المحدّث الفقیہ الأصولی الأدیب المسند الشّیخ عبدالفتّاح أبی غُدّۃ الحَلَبی الحنفی ابن محمّد بن بشیر بن حسن ، المولود بِحَلَب فی السّابع عشر من رجب سنۃ ۱۳۳۶ ھ ، المتوفّٰی بِالرّیاض قُبَیل فجر یوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنۃ ۱۴۱۷ ھ ، دفین المدینۃ المنوّرۃ

(یہ کتاب پہلی بار بیروت ، لبنان میں ۱۳۸۹ھ میں ، دوسری بار ریاض ، سعودی عرب ، تیسری بار قاہرہ ، مصر ، چوتھی

بار پھر بیروت، لبنان میں اور کئی بار" مکتب المطبوعات الاسلامیہ" حلب، شام سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۸. " السُنّة النّبويّة ومكانتها فى ضوء القرآن الكريم " (عربى) تاليف الشّيخ المحقّق الدّكتور مولانا محمّد حبيب الله مختار، الدّهلوى الحنفى ، رئيس جامعة العلوم الاسلاميّة علّامه بنّورى تأون كراتشى و شيخ الحديث بها والأمين العام لِوفاق المدارس العربيّة ، باكستان ، المتوفّٰى شهيدًا يوم الأحد ، أوّل رجب المرجّب سنة ١٤١٨ ھ

(یہ کتاب دار التصنیف جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۵۸۹. " علوم الحديث" تاليف الشّيخ الفاضل العلّامة مولانا محمّد موسى الرّوحانى البازى الحنفى ، شيخ الحديث بِالجامعة الأشرفيّة ، لاهور ، المتوفّٰى يوم الاثنين ، السّابع و العشرين من جمادى الآخرة سنة ١٤١٩ ھ

(یہ کتاب اُصولِ حدیث کے مباحث اور علوم پر مشتمل بہت مفید کتاب ہے)

۵۹۰. " النّفحة الرّبّانيّة فى كون الأحاديث حجّةً فى القواعدالعربيّة"تاليف الشّيخ الفاضل العلّامة مولانا محمّد موسى الرّوحانى البازى الحنفى ، شيخ الحديث بِالجامعة الأشرفيّة ، لاهور ، المتوفّٰى يوم الاثنين ، السّابع و العشرين من جمادى الآخرة سنة ١٤١٩ ھ

(یہ عربی زبان میں بہت بڑی کتاب ہے ، اِس میں مصنف بازی رحمہ اللہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ احادیثِ مبارکہ عربی زبان اور لغت میں بھی حجت ہیں اور یہ ایک عجیب کتاب ہے)

۵۹۱. " حجيّة الأحاديث النّبويّة فى الأحكام الاسلاميّة " (كتابٌ كبير) تاليف الشّيخ الفاضل العلّامة مولانا محمّد موسى الرّوحانى البازى الحنفى ، شيخ الحديث بِالجامعة الأشرفيّة ، لاهور ، المتوفّٰى يوم الاثنين ، السّابع و العشرين من جمادى الآخرة سنة ١٤١٩ ھ

(مصنف رحمہ اللہ نے یہ کتاب ملحدین کے طائفہ" منکرینِ حدیث" کے اعتراضات کی ردّ اور بیخ کنی میں تحریر فرمایا ہے جو کہ احکامِ اسلام میں احادیثِ نبویہ کی حجیت سے انکار کرتے ہیں)

۵۹۲. " حديث كا بنيادى كردار" تاليف الشّيخ مولانا السيّد أبى الحسن علىّ الحَسَنى النّدوى الحنفى ، المولود سنة ١٣٣٣ ھ ، المتوفّٰى يوم الجمعة ، الثّانى و العشرين من رمضان المبارك سنة ١٤٢٠ ھ

۵۹۳. " مُحدّثينِ عظام اور اُن كى كتابوں كا تعارف " تاليف الشّيخ المحدّث الكبير

مولانا سلیم اللّٰہ خان بن عبد العلیم خان، المولود بِحَسَن فور لوھاری، مدیریّة مظفر نگر، یو- پی (الھند) نزیل کراتشی ، باکستان ، الحنفی (حفظہ اللّٰہ) رئیس وفاق المدارس العربیّة، باکستان و رئیس الجامعة الفاروقیّة بِکراتشی و شیخ الحدیث بھا ، فَرَغَ من تالیفہٖ فی العاشر من شوّال سنة ۱۴۲۲ھ

(یہ کتاب ''مکتبہ فاروقیہ'' کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۵۹۴. " اَحناف حُفّاظِ حدیث کی فنِ جرح و تعدیل میں خدمات " تالیف الشّیخ مولانا محمّد أیّوب الرّشیدی الحنفی ، طُبِعَ ھذا الکتاب فی مطبعة المکتبة المدنیّة، دیوبند سنة ۱۴۲۵ھ

۵۹۵. " آئینۂ اُصولِ حدیث " (فی جزئین) تالیف الشّیخ مولانا مفتی محمّد انعام الحق القاسمی الحنفی،أستاذ الحدیث بِدار العلوم الواقعة فی عالی بورہ، الکجرات،الھند ، طُبِعَ ھذا الکتاب فی مطبعة زمزم بَبَلِشرز،کراتشی سنة ۱۴۲۶ھ

۵۹۶. " مقدّمة تُحفة المِرْاۃ فی دروس المشکٰوة " تالیف الشّیخ مولانا أبی عبد القادر محمّد طاھر الرّحیمی الحنفی ، اُستاذ القراء ة والحدیث بِالجامعة قاسم العلوم ، ملتان ، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة فی الخامس والعشرین من جمادی الآخرة سنة ۱۴۲۹ھ

۵۹۷. " کتابة الحدیث بِأقلام الصّحابة " تالیف الشّیخ المحدّث الدّکتور مولانا ساجد الرّحمٰن الصّدیقی الکاندھلوی الحنفی ابن الشّیخ المحدّث المفتی مولانا اشفاق الرّحمٰن الکاندھلوی الصّدیقی الحنفی ابن الشّیخ عنایت الرّحمٰن الصّدیقی ابن الشّیخ خلیل الرّحمٰن الصّدیقی ، المولود بِالکاندھلہ ، الھند سنة ۱۳۶۰ھ ، المتوفّٰی بِکراتشی ، باکستان یوم الجمعة ، الرّابع من صفر سنة ۱۴۳۳ھ

۵۹۸. " نشأة علوم الحدیث و تطوّرھا " تالیف الشّیخ المحدّث الدّکتور مولانا ساجد الرّحمٰن الصّدیقی الکاندھلوی الحنفی ابن الشّیخ المحدّث المفتی مولانا اشفاق الرّحمٰن الکاندھلوی الصّدیقی الحنفی ابن الشّیخ عنایت الرّحمٰن الصّدیقی ابن الشّیخ خلیل الرّحمٰن الصّدیقی ، المولود بِالکاندھلہ ، الھند سنة ۱۳۶۰ھ، المتوفّٰی بِکراتشی ، باکستان یوم الجمعة، الرّابع من صفر سنة ۱۴۳۳ھ

۵۹۹. " قاموس اصطلاحات علوم الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الدّکتور مولانا ساجد

الرّحمٰن الصّديقى الكاندهلوى الحنفى ابن الشّيخ المحدّث المفتى مولانا اشفاق الرّحمٰن الكاندهلوى الصّديقى الحنفى ابن الشّيخ عنايت الرّحمٰن الصّديقى ابن الشّيخ خليل الرّحمٰن الصّديقى ، المولود بِالكاندهله ، الهند سنة ١٣٦٠ھ، المتوفّٰى بِكراتشى ، باكستان يوم الجمعة ، الرّابع من صفر سنة ١٤٣٣ھ(یہ کتاب ''دارالاشاعت'' کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

٦٠٠. " تحقيق " مِنحة المُغِيث شرح ألفية العراقى فى الحديث لِلشّيخ ادريس الكاندهلوى " (فى مجلّد كبير) تاليف الشّيخ المحدّث الدّكتور مولانا ساجد الرّحمٰن الصّديقى الكاندهلوى الحنفى ابن الشّيخ المحدّث المفتى مولانا اشفاق الرّحمٰن الكاندهلوى الصّديقى الحنفى ابن الشّيخ عنايت الرّحمٰن الصّديقى ابن الشّيخ خليل الرّحمٰن الصّديقى ، المولود بِالكاندهله ، الهند سنة ١٣٦٠ھ، المتوفّٰى بِكراتشى ، باكستان يوم الجمعة ، الرّابع من صفر سنة ١٤٣٣ھ

(یہ کتاب ''دارالبشائر الاسلامیۃ'' بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسان اور لطف وکرم سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی پوری چھ سو (٦٠٠) وقیع تالیفات وتصنیفات کا تذکرہ قارئینِ کرام کے سامنے آچکا ہے، جو کہ اِس فن میں ہمارے علماء احناف کی علمی گہرائی کا واضح اور بیّن ثبوت ہے اور ہمارے لئے ایک بہت بڑا سرمایہ اور عظیم علمی ذخیرہ ہے۔

اگر چہ اِس فن میں علماء احناف کی مزید کافی مقدار میں کتابیں موجود ہیں، جن میں سے بہت سی بندہ راقم الحروف کے پاس دستیاب بھی ہیں، البتہ اِس سلسلۂ تالیفات کو فی الحال یہاں عارضی طور پر بند کردیتے ہیں، اگر پھر موقع ملا تو اُن کو بھی اِسی ترتیب سے زیبِ قرطاس کیا جائے گا۔ ان شاء اللّٰہ

اَب آئندہ ارادہ ہے کہ '' اُصولِ حدیث'' یا بالفاظِ دیگر '' علوم الحدیث'' کی اقسام کو ترتیب اور وجۂ حصر کیساتھ ذکر کریں۔ بعد ازاں اگر حیاتِ مستعار نے وفاء کی تو علماء احناف کے اُن اُصول وقواعد اور اُس معیار کو بیان کرینگے جنکی بناء پر وہ احادیثِ مبارکہ کو معتبر قرار دیتے ہیں اور وہ، جن کی بناء پر احادیث کو ترک کردیتے ہیں۔

....

مولانا ابوالمعز حقانی *

بزم مدنیؒ کا آخری چراغ

حضرت مولانا مجاہد خانؒ فاضل دیوبند کی رحلت

(یکے از تلامذہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ)

آہ صد آہ عظیم دینی وسیاسی وسماجی شخصیت، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد وخادم خاص، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما، سابق صوبائی اسمبلی کے ممبر مدارس دینیہ کے سر پرست نوشہرہ میں دارالعلوم دیوبند اور بزم مدنی کے آخری چراغ حضرت مولانا مجاہد خان الحسینی مختصر علالت کے بعد آج بروز جمعہ ۷نومبر ۲۰۱۴ء انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

نہیں موت عالم یہ ہے موت عالم
کہ پرنم میں چشم جہاں دیکھتا ہوں

جنازہ:

نماز جنازہ نوشہرہ کلاں کے بڑے گراؤنڈ میں تین بجے سہ پہر ادا کرنے کا علان ہوا ڈھائی بجے سے ہی وہاں ہزاروں لوگ جمع ہونا شروع ہوگئے پونے تین بجے احقر نے لاؤڈ سپیکر پر مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے مولانا مرحوم کی رحلت پر تعزیتی اور تحسینی کلمات پیش کرنے کا آغاز کیا کہ آج افسوس ہمارا یہ نوشہرہ کا علاقہ حضرت مدنی کے عظیم تلامذہ سے خالی ہوگیا دارالعلوم حقانیہ کے جملہ اراکین سے اپنے گھر کا غم سمجھتے ہوئے خود کو قابل تعزیت قرار دیتے ہیں ان کی عظمت کا اندازہ آج ان کے جنازے میں شریک ہونے والے ان افراد سے لگا لیجئے کسی نے کیا خوب کہا۔۔کہ اللہ والو کی پہچان ان کے یوم الجنائز پر ہو جاتی ہے نوشہرہ میں بڑے جنازے تو بہت ہوئے لیکن یہ جنازہ اپنی مثال آپ تھا۔احقر کے بعد برادر مکرم مولانا حامد الحق حقانی، حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، حضرت مولانا انوار الحق صاحب، حضرت مولانا فضل علی، مولانا عدنان کا کا خیل، مولانا امان اللہ، وغیرہ میں تعزیتی کلمات پیش فرمائے۔

* استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

ساڑھے تین بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب حسب وصیت مولانا مجاہد خان مرحوم کے نماز جنازہ پڑھایا جنازے میں آپ کے ہم عصر فاضل دیو بند شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار بھی باوجود ضعف ونقاہت کے شریک تھے ہزاروں لوگ مرحوم کے آخری دیدار کے لئے بے تاب تھے جس کی وجہ سے نظم ونسق سنبھالنا مشکل پڑ گیا دھکم پیل کی کیفیت طاری رہی انہیں نوشہرہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اوصاف حمیدہ:

موصوف عجز وخاکساری، علم وعمل، جفاکشی ومردانگی، جرأت وبہادری اورحق گوئی وبے باکی کے نشان تھے ان جیسے لوگ تاریخ کے روشن باب ہوتے ہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ ان کا والہانہ اور عقیدت مندانہ تعلق عمر بھر قائم رہا مجھ جیسے بے مایہ وکم سواد کے ساتھ بھی ہمیشہ محبت وشفقت سے لبریز تعلق کا اظہار کرتے رہے۔ آپ نے عزلت اور گمنامی کی زندگی ہمیشہ اختیار کیے رکھی اور خودنمائی سے کوسوں دور رہنے کا وطیرہ اپنائے رکھا یادرہے۔

مرتے دم تک مستقل ذاتی مکان نہ ہونا:

کہ آپ صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی رہے لیکن اس کے باوجود آج تک ان کا اپنا علیحدہ ذاتی مکان نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اس آبائی مکان جو کہ ان کے دیگر بھائیوں کے ساتھ مشترک ورثہ ہے اس میں مرتے دم تک قیام پذیر رہے وطن عزیز میں تو آج کل سیاست مفادات اوراقربا پروری کا نشان بن کر رہ گیا ہے ہے کوئی اس دور میں جو مولانا مرحوم کی طرح مثال پیش کرے؟ **اولئك آبائي فجئني بمثل هم اذا جمعتنايا جرير المجامع** یہ ہمارے اکابر تھے اگر ہوتو اس جیسی کوئی نشانی لاؤ کچھ عرصہ قبل دارالعلوم کے تعلیمی سال کے آغاز میں اپنے ایک نواسے کے داخلے کے سلسلے میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے حجرے پر تشریف آوری کے موقع پر احقر نے ان سے اپنی زندگی کے متعلق انٹرویو لیا جس کا خلاصہ قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔

سرمایہ حیات حضرت مدنی کی خدمت کے دوسال:

فرمایا کہ میرا سرمایہ حیات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی کی خدمت میں دو برس تک رہنے کا زمانہ ہے قیام پاکستان سے متصل قبل کے دوسال حضرت مدنی کی زندگی کے ہنگامہ خیز پرخطر اور دشوار زمانہ تھا مجھے اس دوران ان کی قربت، رفاقت، خدمت اور جوتیاں اُٹھانے کا سفر وحضر دونوں میں موقع ملا دارالعلوم دیو بند میں تعلیم پانے کے دوران اکثر ان کے ہاں حاضری ہوتی تھی اور پھر یہ تعلق رفتہ رفتہ

خدمت کی سعادت میں بدل گیا ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ بانی جمعیت علماء ہند نے فرمایا کہ سیاسی دوروں کے سلسلوں میں حضرت مدنی کو ملک کے طول وعرض کے اسفار درپیش ہوتے ہیں جس میں دشمنوں کے خطرات بھی لاحق ہوتے ہیں لہذا تم (مجاہد خان) اپنے ساتھ چار مزید آدمیوں کا ازخود انتخاب کر کے اسفار میں حضرت مدنی کے ساتھ رہنا جس پر میں نے اپنے چند با اعتماد پٹھان ساتھیوں کو نامزد کیا اور ایک سفر پر روانہ ہونے سے قبل ان کو مفتی کفایت اللہؒ کہنے پر جمعیت علماء ہند کے مرکزی دفتر دہلی بھیج دیا تا کہ جب مدنی صاحب سفر کا آغاز کریں یہ بھی ساتھ جائیں ادھر حضرت مدنی صاحب جب دفتر پہنچے تو انہوں نے طلباء کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیوں آئے ہیں معاملہ سمجھ جانے پر فرمایا کہ مجھے ان کا جانا بالکل نا منظور ہے اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ حفاظت کے لئے نہیں بلکہ خدمت کے لئے آپ کے ساتھ ہوں گے جس پر حضرت مدنی نے فرمایا کہ خدمت کی بات ہے تو اس کے لئے مجاہد خان ہی کافی ہے۔

مولانا مدنی کی ان سے ظرافت طبع:

حضرت مدنی کی ظرافت طبع بے تکلفی اور حد درجہ شفقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دستر خوان پر کھانا کھانے کے دوران کبھی کبھی حضرت میرے سامنے سے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر دوسرے ساتھیوں کے سامنے رکھ دیتے اور فرماتے کہ یہ تو مجاہد ہے یعنی بھوک برداشت کر سکتا ہے اس پر میں حضرت مدنی کے سامنے سے روٹی اٹھا کر لے لیتا اور کہتا کہ مجاہد کو تو پھر زیادہ کھانا چاہیے تا کہ وہ مقابلے کے لئے طاقت ور اور تنومند رہے۔

قربت کی وجہ سے بیعت نہ ہونا اور پھر دور جانے پر احساس:

فرمایا کہ مجھ سے دو بڑی غلطیاں حضرت مدنیؒ کی صحبت میں رہتے ہوئے ہوئیں جس کا بہت بڑا صدمہ اور نقصان ہوا ایک تو جب تک میں دیوبند میں رہا ان سے بیعت نہیں کی اور اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ میں بیعت کی حقیقت اور خلاصہ یہ سمجھتا تھا کہ اس میں مرشد کی طرف سے محبت وشفقت اور مرید کی جانب سے عقیدت اور والہانہ تعلق درکار ہوتا ہے اور یہ دونوں مجھے بفضل اللہ تعالیٰ میسر تھے تاہم بعد میں اس کا احساس اس وقت ہوا جب برما سے دینی اور تدریسی خدمات کے لئے حضرت مدنی صاحب سے دیوبند کے کسی فاضل کو بھیجنے کا مطالبہ آیا تو اس کام کے لئے انہوں نے میرا انتخاب کرتے ہوئے مجھے روانگی کا حکم سنایا میں نے اس موقع پر عرض کیا کہ مجھے اتنی اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں گھر جا کر اپنے والد صاحب سے اجازت لے لوں اس لئے کہ میں قیام پاکستان کے سال ۱۹۴۷ء کو بھی گھر نہ جا سکا اور اب اگر برما گیا تو پھر

مزید ایک سال تک جانا ممکن نہ ہوگا جس پر حضرت مدنی نے فرمایا کہ تمہارے والد سے اجازت میں خود ہی لے لیتا ہوں پھر میرے والد کے نام خط لکھ بھیجا کہ آپ نے اپنے بچے کو پڑھنے کے لئے بھیجا تھا جب کہ اب میں اسے پڑھانے کے لئے بھیج رہا ہوں امید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ برما کے حالات سناتے ہوئے کہا کہ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے میرا بھرپور استقبال کیا اور کافی آؤ بھگت کی۔ دن بھر مصروفیت رہی رات کو جب میں تنہا ہوا تو اس وقت ایسا محسوس ہوا کہ کوئی مجھے کھائے جا رہا ہے مجھے اپنا آپ غیر محفوظ معلوم ہو رہا تھا یہ رات میری زندگی کی بڑی کٹھن رات تھی اگلی صبح پھر لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا اور دینی خدمات میں صرف ہوا رات کو پھر انہی کیفیات گزشتہ کا سامنا رہا ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی مجھے مار ڈالے گا مسلسل تین راتوں تک انہی حالات کا سامنا رہا اس دوران کئی دفعہ یہ خیال دل میں آیا کہ بستر لے کر راتوں رات واپس ہو جاؤں لیکن پھر یہ احساس دامن گیر ہوتا کہ یہاں کہ لوگ کہیں گے کہ تدریس اور دینی خدمات کی صلاحیت نہ ہونے کی بناء پر بھاگ گیا بس اسی وجہ سے رک گیا تیسرے روز اپنے احوال پر غور وفکر کیا تو واضح ہوا کہ میں نے حضرت مدنی سے بیعت نہیں کی جس کی وجہ سے ان کی صحبت سے جدائی پر عدم اطمینان کی کیفیت طاری ہے لہذا میں نے فوری طور پر ایک خط حضرت کی خدمت میں ارسال فرمایا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں اس مکتوب کے ساتھ ایک دوسرا خط حضرت مدنیؒ کے خادم خاص قاری اصغر علی کے نام بھی تحریر کیا کہ میرے اس خط کے پڑھنے کے دوران حضرت مدنیؒ کی کیفیات اور حالت مجھے تحریراً لکھ کر بھیج دیں چند دنوں بعد قاری اصغر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ حضرت مدنی نے تمہارا خط پڑھنے کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ ''اب ہوش آیا'' اور پھر بیعت فرمائی جس وقت حضرت مدنی نے مجھے غائبانہ بیعت فرمایا اسی وقت سے مجھے دلی اطمینان اور سکون محسوس ہوا۔

یاداشت کی ڈائری نہ لکھنا:

فرمایا کہ دوسری بڑی غلطی مجھ سے یہ ہوئی کہ میں نے حضرت کی رفاقت میں گزرے ہوئے ایام کی آپ بیتی تحریر نہیں کی اگر میں ڈائری لکھتا تو آج وہ ایک عظیم سرمایہ اور تاریخی یاداشت ہوتی۔

تعلیمی زندگی کا آغاز وانتہا دونوں دیوبند سے:

میں نے سوال کیا کہ آپ نے ابتدائی تعلیم نوشہرہ میں حاصل کی تھی یا کسی اور جگہ سفر اختیار کیا؟ تو جواباً کہا کہ میں نے جب میٹرک پاس کیا تو میرے والد صاحب جو کہ عالم اور لکھے پڑھے شخص نہ تھے تاہم

علماء کے قدر دان تھے انہوں نے مجھے حکماً فرمایا کہ مزید کالج وغیرہ میں داخلہ نہیں لینا بلکہ مدرسہ میں داخلہ لے کر تمہیں علم دین حاصل کرنا ہوگا اگر چہ اس حکم کو میں ٹال نہیں سکتا تھا لیکن دینی علم سے مجھے اس وجہ سے نفور تھا کہ اس زمانہ میں باقاعدہ دینی مدارس کم تھے زیادہ تر ہمارے ہاں درسی حلقات کا رواج تھا جن میں پڑھنے والوں کیلئے لنگر کا باقاعدہ انتظام نہیں ہوتا بلکہ طلباء لوگوں کے گھروں کے دروازوں پر جا کر کھانا مانگ کر اکٹھا کرتے جس کو ہماری زبان میں وظیفہ کہا جاتا ہے سو میں نے سوچا کہ کوئی ایسا بہانہ یا شرط رکھوں جس سے والد صاحب کی حکم عدولی بھی نہ ہو اور جان بھی روٹی مانگ کر پڑھنے سے چھوٹ جائے۔

میں نے اپنے والد صاحب کے سامنے یہ شرط رکھی کہ مجھے دینی تعلیم اس صورت میں حاصل کرنی ہے جب آپ مجھے دیو بند بھیجیں میرے والد صاحب نے کہا کہ تم دیو بند کہتے ہو میں تمہیں انگلستان اور سمندر پار بھی بھیجنے کے لئے بھی تیار ہوں کہ تم علم دین حاصل کرلو اس طرح سے مجھے ابتداء ہی میں دیو بند سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع اور سعادت نصیب ہوئی صرف میر وغیرہ سے کتابوں کا آغاز کیا۔ میں نے اپنے دادا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں ان سے پوچھا کہ کیا وہ آپ کے استاد تھے اور ان کا حضرت مدنی کے ساتھ کیسا تعلق تھا؟ فرمایا کہ میں نے ان سے فنون کی کتابیں بھی پڑھیں اور حدیث میں بھی استفادہ کیا حضرت مدنی صاحب سے ان کا تعلق انتہائی قریبی اور والہانہ تھا اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کی صحبت ومجالس سے مستفید ہوتے رہتے۔

نوشہرہ میں درس وتدریس:

دینی درس تدریس کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ میں نے ۱۹۴۸ء میں واپس آکر یہاں نوشہرہ میں اپنی مسجد میں تدریس کا آغاز کیا کئی سالوں تک یہ سلسلہ قائم رہا طلباء مجھ سے مختلف کتابیں پڑھتے تھے پھر محکمہ تعلیم والوں نے مجھے مجبور کیا کہ سکول میں قرآنی تعلیمات پھیلانے کے لئے ان کے ساتھ ملازمت اختیار کروں دوسری طرف میری اقتصادی اور معاشی ضروریات نے بھی اس پر آمادہ کیا۔

انتخابی سیاست پر تبصرہ:

اب میرا سوال تھا کہ سیاسی میدان میں آپ کا طویل تجربہ ہے آپ صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے کیا انتخابی سیاست میں ہمیں شریک ہونا چاہیے؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میرا تجربہ انتخابات کے حوالے سے نہایت تلخ ہے۔صوبائی اسمبلی کی ممبری کے دوران وزیر اعلیٰ سرحد اکرم دورانی میرے قریب ترین

شخصیت ہونے کے باوجود میں نے حکومت اور اعیان حکومت سے ایک پائی کا فائدہ لینا گوارا نہیں کیا اور اپنے حلقے انتخاب میں ہر قسم کی ترقیاتی سکیمیں بنا کر مکمل کئے نوشہرہ کے لوگ خود اس بات کے معترف ہیں کہ میرے دور ممبری میں جتنے کام وہاں کیے گئے وہ تمام ممبروں نے مل کر بھی نہیں کئے تھے تاہم اس کے باوجود انتخابات کے موقع پر جب ووٹ کی بات آئی تو عوام ووٹ دینے سے مُکر گئے افسوس! ہماری قوم اچھے اور برے سب کو ایک ہی پلڑے میں تولنے کی عادی ہوگئی۔

دو سال قبل ہمارے دارالعلوم کے ایک جید استاذ حدیث مولانا نصیب خان شہید کو خفیہ اداروں نے بڑی بے دردی سے شہید کیا اس موقع پر مولانا مجاہد خان مرحوم ۷/ مئی ۲۰۱۲ء کو تعزیت کیلئے تشریف لائے اور دارالعلوم کے دفتر میں عم محترم حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور والد مکرم حضرت مولانا اظہار الحق صاحب سے تعزیت اور افسوس کیا احقر نے اس موقع پر آپ سے کچھ مزید سوانحی احوال محفوظ کیے جو اس سلسلے کا تتمہ ہوگا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے شرف تلمذ:

احقر نے پوچھا کہ آپ نے دیوبند میں حضرت دادا جان مولانا عبدالحقؒ سے کون سی کتب میں استفادہ کیا پھر فرمایا کہ فنون کی بعض اہم کتابوں کے علاوہ جلالین شریف اور طحاوی شریف میں کسب فیض حاصل کیا۔

پیدائش وعمر:

اپنی عمر کے بارے میں کہا کہ اس وقت عیسوی حساب سے ۹۳ برس ہو چکی ہے یعنی سن پیدائش ۱۹۲۰ء ہے مزید فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند میں جب دورہ تفسیر کا باقاعدہ آغاز ہوا تو میں اس میں داخلہ لینے والا پہلا طالب علم تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت مدنی کے بارے میں جو کچھ بھی حافظہ میں محفوظ ہے وہ زیب قرطاس فرما دیجئے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے روشنی کا مینار بن سکے تو کہا کہ یہی تو میری سب سے بڑی حماقت تھی کہ میں نے کچھ نہیں لکھا۔

خانوادہ مدنی کی آپ سے محبت وتعلق:

فرمایا کہ گزشتہ ماہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے فرزند مولانا ارشد مدنی پاکستان تشریف لائے جو کہ لاہور کے کسی مدرسے میں مدعو کئے گئے تھے اکرم درانی صاحب کو پتا چلا تو وہ انہیں بنوں آنے کی دعوت دینے کے لئے لاہور پہنچ گئے جو انہوں نے اس شرط پر قبول فرمائی کہ مولانا مجاہد سے بھی ملاقات ہو جائے گی جس پر درانی صاحب نے میرے پیچھے گاڑی بھیجی اگر وہ مجھے موبائل پر بھی بتاتے کہ آؤ تو میں سر کے بل جاتا

اس لئے کہ میرے مخدوم زادہ تشریف لائے تھے میں بنوں گیا جہاں ایک دن ان کے ہمراہ رہا میں نے انہیں پرانی یاد دلاتے ہوئے کہا کہ جب تم میرے کندھوں پر سوار ہوتے اور اچھل کود و مستی زیادہ کرتے تو میں تمہارے پاؤں پکڑ کر زور سے کھینچتا کہ چھیڑ خانی بند کرو اس پر انہوں نے فرمایا کہ مجھے بالکل سب کچھ یاد ہے آپ کو تو ہمارے گھر میں روٹی پکانے والی مائی بھی آج تک یاد کرتی ہے۔

اسمبلی اجلاسوں میں تاخیر سے پہنچنے کا سبب:

قارئین کیلئے یہ بات بھی ایک عجوبے سے کم نہیں کہ ممبری کے دوران صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے جب آپ تشریف لاتے تو پبلک ٹرانسپورٹ بس کے ذریعے آنا جانا ہوتا جس کی وجہ سے اجلاس میں مولانا تاخیر سے پہنچتے فرمایا کہ ایک دفعہ وزیر اعلیٰ سرحد درانی صاحب نے آپ کو اجلاس میں اپنے ساتھ چائے پر دعوت دی اور پھر کہا کہ برا نہ مانے تو ایک سوال کی جسارت کرر ہا ہوں آپ اکثر و بیشتر اجلاس میں پون گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ لیٹ آتے ہیں کوئی تکلیف ہو تو ہم رفع کرنے کی کوشش کریں اس پر میں نے کہا کہ میرا گھر لاری اڈا سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر ہے جہاں مجھے کبھی تانگہ، کبھی رکشہ اور کبھی موٹر سائیکل پر آنا پڑتا ہے اس پر وزیر اعلیٰ نے پوچھا کہ کیا آپکے پاس کوئی سواری نہیں تو میں نے کہا سائیکل ہے لیکن اس پر پشاور تک نہیں آسکتا پھر بس اڈے سے بڑی گاڑی پر پشاور آتا ہوں اس لئے کے چھوٹی گاڑیاں اضافی کرایہ لیتیں ہیں اس ملاقات کے تین دن بعد دوبارہ درانی صاحب نے انہیں چائے پر مدعو کیا اور ایک چھوٹی گاڑی مہران دکھاتے ہوئے یہ آپ کیلئے ہے تاکہ آپ باسہولت آجاسکیں میں نے پوچھا کہ کیا یہ گاڑی واپس بھی لیں گے تو کہا اگر واپس لینی ہوتی تو سرکاری گاڑی دیتا اس طرح اس مرد درویش کے آمد ورفت کا مسئلہ حل ہو گیا۔

ٹھنڈی چائے پینے سے متعلق حضرت مدنی کا ظرافت آمیز جملہ:

میں نے جب آپ کی تواضع کے لئے چائے پیش کی تو عرض کیا کہ جی نوش فرمایئے ٹھنڈی ہو جائے گی تو فرمایا کہ حضرت مدنی صاحب فرماتے تھے کہ من شرب الشائی فلیشربہ حاراً رواہ مسلم۔ جو چائے پیئے تو گرم پیئے ٹھنڈی نہ ہونے دے (مسلم نے روایت کیا) رواہ مسلم ہم نے یہ سن کر ان کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ کیا میں مسلم نہیں ہوں۔ اللھم اغفرہٗ ورحمہٗ واجعل الجنۃ مثوہٗ آمین

اے خدا صبر کی توفیق تو ارزاں کردے
شمع اذعان و یقین دل میں فروزاں کر دے

جنرل مرزا اسلم بیگ *

پاکستان اور افغانستان کے قومی سلامتی کے تقاضے

افغانستان کے ساتھ معاملات طے کرتے وقت تاریخی اور جغرافیائی پس منظر کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ پاکستان خود ایک سندھ تہذیب کا گہوارا ہے اور اس کی سرحدیں چار بڑی تہذیبوں سے ملتی ہیں ،یعنی بھارت ،ایران،وسطی ایشیاء اور چین کہ جس کے سبب پاکستان کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ لہذاافغانستان پر گفتگو کرتے ہوئے ان حقائق کو بھی سامنے رکھنا ہوگا ' کہ پاکستان اور افغانستان کی سلامتی کے تقاضے ایک دوسرے سے کس قدر منسلک ہیں' کیونکہ افغانستان درحقیقت ایشیا کے خطے کی تاریخ کی تبدیلی کا مرکز رہا ہے۔آج بھی 13سال کی جنگ کے بعد دنیا کی تمام بڑی طاقتوں کو تاریخی ناکامی کا سامنا ہے۔ دنیا کی سب سے زیادہ وسائل رکھنے والی دو سپر پاور کو اسی سرزمین پر شرمناک شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے ۔ امریکہ کو اپنی عسکری اور اقتصادی قوت کا زعم ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اسی طاقت کے ذریعے وہ عالمی برتری قائم رکھ سکتا ہے۔اس غلط فہمی سے جو فکر پیدا ہوئی ہے وہ نہ صرف امریکہ بلکہ پاکستانی حکومتوں پر بھی حاوی رہی ہے اورامریکی تجزیوں کو درست سمجھ کر ہماری حکومتیں غلط فیصلے کرتی رہی ہیں' مثلاً 1980 میں جنرل ضیاء الحق نے افغان جہاد میں امریکہ کا ساتھ دینے کا غلط فیصلہ کیا۔ اور ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا ہوا۔ 2001 میں جنرل پرویز مشرف نے برادر اسلامی ملک افغانستان کے خلاف امریکہ کا ساتھ دینے کا بدترین فیصلہ کیا' جس کے نتائج ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔اس لئے لازم ہے کہ ہم تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں کہ زمینی حقائق کیا ہیں اور وہ ہماری قومی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتے ہیں ۔ افغانستان سے ہمارا تعلق کیا ہے' اور ہماری تاریخ اور مسائل کس حد تک مشترک ہیں؟

پہلی حقیقت:

اقبالؒ نے افغان دشمنوں کو ابلیس کی زبانی پیغام دیا تھا کہ افغانیوں کو قابو کرنا ہے تو جان لو کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج ملا کو اس کے کوہ و دامن سے نکال دو

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان friendsfoundation@live.co.uk

پچھلے 35 سالوں سے افغانستان کے دشمن اسی مزموم کوشش میں لگے رہے ہیں۔ سوویت یونین، امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے بدترین ظلم و دہشت گردی کا مظاہرہ کیا لیکن اس کے باوجود افغانیوں کے عزم واستقلال میں نہ کوئی کمی آئی ہے نہ ہی ان کی غیرت دین متزلزل ہوئی ہے۔ اور نہ ہی ان کو کوہ ودامن کے مسکنوں سے نکال سکے ہیں۔ آج ملا عمر کا یہ اعلان ہے کہ ''غیر ملکیو! تم ہار گئے ہو' یہاں سے نکلو اور ہم آزاد ہوں گے تو سب مل کر ایک اسلامی حکومت قائم کریں گے۔'' آج حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کے 90 فیصد حصے پر طالبان کا تسلط ہے جہاں اسلامی قانون نافذ ہے۔ اس حقیقت کو ہم جھٹلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور خود فریبی میں مبتلا ہیں۔

دوسری حقیقت:

صدیوں سے افغانستان کی جانب سے بے شمار حملہ آوروں نے برصغیر کی اس سرزمین پر حملے کئے ہیں جہاں آج پاکستان اور بھارت قائم ہیں۔ 42 حملے تو تاریخ میں موجود ہیں اس سے پہلے کتنے حملہ آور آئے اس کا حساب نہیں ہے۔ ''یہ تاریخ کا دھارا ہے۔'' انہی افغانیوں اور وسط ایشیاء کے نوجوانوں نے ان حملہ آوروں کے خلاف یا تو جنگ کی یا جنگ میں شامل ہو کر برصغیر کو فتح کیا اور وہاں اپنی حکومتیں بنائیں اور صدیوں حکمرانی کرتے رہے۔ خود میرے آباء واجداد ازبکستان کی وادی فرغانہ سے ظہیر الدین بابر کے ساتھ افغانستان آئے۔ افغانستان پر بابر نے سولہ سال حکومت کی اور پھر بھارت کا رخ کیا' اسے فتح کیا اور مغل خاندان کی ڈھائی سو سالہ حکمرانی کی بنیاد رکھی۔ شہنشاہ جہانگیر کے دور میں ہمارے بزرگ مرزا مسلم بیگ کو یک ہزاری کا رتبہ دے کر یو پی کے شہر اعظم گڑھ کے نزدیک آباد کیا جہاں آج بھی ہمارے خاندان کے لوگ موجود ہیں۔ افغان اور وسط ایشیا مدارس کے طالبان نے برصغیر پر حملے کے لیے آنے والے حملہ آوروں کی مدد کی اور اپنے سپاہی مہیا کیے۔ چاہے وہ احمد شاہ ابدالی ہو، غزنوی، غوری یا بابر ہوں' ان کے اکثر سپاہی اسی سرزمین سے آئے تھے۔ تاریخ کے اس دھارے کو نہ تو سلطنت برطانیہ روک سکی اور نہ ہی ڈیورنڈ لائن۔ یہی وجہ ہے کہ روسی اور امریکی جارحیت کے خلاف بھی انہی افغانیوں نے بند باندھا۔ جس کے نتیجے میں آج امریکہ افغانستان سے شکست کھا کر نکل رہا ہے لیکن اس میں سوویت یونین جیسا ظرف نہیں ہے کہ وہ اپنی شکست تسلیم کرلے۔ 1989 میں سوویت یونین نے شکست تسلیم کرلی اور پاکستان کو پیغام دیا کہ'' ہم ہار گئے ہیں اور واپس جانا چاہتے ہیں۔'' اس وقت کے مجاہدین نے انھیں راستہ دے دیا لیکن امریکہ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ وہ اپنی شکست مان لے اور افغانستان سے نکل جائے تا کہ وہاں امن کی راہوں کا تعین ہو سکے۔

تیسری حقیقت:

35 سالوں سے افغانستان کی آزادی کی جنگ جاری ہے۔ افغانی پہلے سوویت یونین کے خلاف

لڑے پھر انہیں آپس میں لڑایا گیا اور ان کو کمزور سمجھ کر امریکہ آن دھمکا۔لیکن انہی جنگوں کے سبب ''عالم اسلام کی مدافعتی قوت'' نے جنم لیا ہے جس کا مرکز یہی پختون قوم ہے جس کا 60% پاکستان میں ہے اور 40% افغانستان میں ہے،اور دونوں مل کر بیرونی جارحیت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔اس ''پختون قوت'' کا پھیلاؤ کراچی سے لے کر کوہ ہندوکش تک ہے جس سے مغربی دنیا خائف ہے۔اس حقیقت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کی قومی سلامتی کے تقاضے مشترک ہیں۔اس حقیقت کو قائداعظمؒ نے سمجھا تھا اور ان سرحدوں کی ذمہ داری انہی قبائیلوں کو سونپ دی تھی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ افغانستان کا کوئی بھی حکمران ساٹھ فیصد پاکستانی پختونوں کی مرضی کے بغیر حکومت نہیں کر سکا ہے۔ جب بھی ان کی مرضی کے خلاف کابل میں کوئی حکومت بنی تو تصادم ہوا ہے۔1970ء میں افغانستان میں ایسے حکمران مسلط کیے گئے جو پختونوں کی مرضی کے خلاف تھے اور جنگ ہوئی جو اب تک جاری ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ پاکستانی پختون اس حقیقت کا نام ہے جسے ''ناقابل تردید اکثریتی حقیقت'' (Tyrany of the majoriy) کہتے ہیں۔جس کا تقاضا ہے کہ دونوں ملکوں کی سلامتی کے معاملات کو ایک ہی نظر سے دیکھا جائے،تو امن قائم رہے گا۔

چوتھی حقیقت:

افغانستان کے 90 فیصد علاقے پر طالبان کا تسلط ہے' جہاں انہی کا قانون نافذ ہے۔اس سال کے آخر تک امریکہ افغانستان سے نکل جائے گا اور اس کی دس بارہ ہزار فوج صرف چند ائر بیسوں پر رہے گی جہاں سے وہ اپنی فضائیہ کی مدد سے اپنا تسلط قائم رکھنا چاہتا ہے' جو ممکن نہیں ہے کیونکہ طالبان کے خلاف امریکہ نے اربوں ڈالر خرچ کر کے تین لاکھ افغانوں پر مشتمل فوج تیار کی ہے،لیکن اس فوج کی کارکردگی کے بارے میں افغانستان میں طالبان کے خلاف لڑنے والے امریکی کمانڈو جرنیل کا کہنا ہے کہ'' افغان نیشنل آرمی میں طالبان سے لڑنے کا حوصلہ نہیں ہے اور جب دباؤ پڑے گا تو یہ فوج خزاں کے پتوں کی طرح بکھر جائے گی۔'' اسی طرح جیسے عراق کی فوج پر دباؤ پڑا تو وہ بھی خزاں کے پتوں کی طرح بکھر گئی۔ یہی کچھ یہاں بھی ہونے والا ہے اور امریکہ اپنی ناکامی کی اصل تصویر دیکھنے سے خوفزدہ ہے اور اپنی مرضی کی حکومت افغانستان میں قائم کی ہے تاکہ یہ حکومت اس کے مفادات کا تحفظ کر سکے۔صدر اشرف غنی پاکستان آئے' ان کا مقصد تھا کہ ان کی حکومت کو افغانستان کے طالبان اور پاکستان کی حمایت حاصل ہو۔لیکن یہ امریکہ کی بڑی غلط فہمی ہے۔کیونکہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ اگلا سال افغانستان کی تاریخ کا اہم سال ہوگا اور کابل میں طالبان کی حکومت قائم ہوگی،اور انتقال اقتدار طالبان کی مرضی کے بغیر ممکن نہیں ہے......

محمد اسرار ابن مدنی

اکوڑہ خٹک سے گھنٹہ کی مسافت پر
سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دادا پیر

شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کے مزار پر بیتے ہوئے لمحات

مولانا سمیع الحق صاحب کی مزار پر حاضری اور فاتحہ خوانی

معمول کے مطابق دفتر اہتمام میں مجلس جمی تھی اطراف واکناف کے علماء وخدام جمع تھے امیر محفل مولانا سمیع الحق صاحب تشریف فرما تھے جب کہ سامنے دوسفید ریش بزرگ نہایت ادب کے ساتھ بیٹھے تھے دونوں کا ایک ہی اصرار تھا اور ایک ہی بات کی تکرار کہ آپ دستار بندی میں شرکت فرمائیں مگر مولانا صاحب کی طرف سے بوجہ، اعذار انکار، دونوں میں ایک نے کہا آپ کی آمد سے نہ صرف ہماری جلسہ دستار بندی کو چار چاند لگ جائیں گے بلکہ آپ کو بھی ایک بہت بڑا نفع ملے گا، مولوی صاحب کے اس بات پر حاضرین مجلس چونک اُٹھے، راقم بھی قریب ہوا کہ وہ نفع والی بات کیا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ کو حضرت سید الطائفہ امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دادا پیر کے مزار کی زیارت بھی کرائیں گے مولانا سمیع الحق صاحب سمیت ہم سب کی سانس رک گئی کہ کہاں مردان کا چھوٹا سا قصبہ طورو مایار اور کہاں سید الطائفہؒ کے پیران پیر؟ (جبکہ اکوڑہ خٹک میں دریائے کابل کے پُل بن جانے کے بعد سے جنوب میں طورو مایار اکوڑہ سے صرف گھنٹہ کے مسافت پر ہے) مولوی صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے پیرو مرشد حضرت نور محمد جھنجانوی اور ان کے پیر شاہ عبدالرحیم ولایتی شہید (عرف سنگر بابا) یہ نام سنتے ہی مولانا سمیع الحق صاحب بھی اپنی فکری مرشد سید ابوالحسن علی ندوی کی طرح جذباتی ہو گئے ''جہاد حریت'' کی پوری داستان ان کے ذہن میں مستحضر ہوئی اور بغیر کسی توقف کے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ''اکثر حضرات سنگر بابا کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں مگر حقیقت حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ کس درجے کے ولی تھے انہوں نے سید احمد شہیدؒ کیساتھ ہندوستان سے جہاد کے لئے ہجرت کی، ان کا شمار وقت کے اجلۂ اکابر میں ہوتا ہے یہ وہی

شخص تھے جن کی مشاورت کے بغیر حضرت سید شہید کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔مولانا صاحب نے ان کے شجرہ طریقت و جہاد کو مختصر بیان فرمایا جسکی ایک جھلک حسب ذیل نقشے میں ملاحظہ فرمائیں۔

شجرہ طریقت و جہاد

امیر المومنین ،امام المجاہدین

حضرت **سید احمد شہیدؒ** (شہادت: بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ)

سید العلماء قدوۃ المجاہدین حضرت مولانا شاہ اسماعیلؒ
(خلیفۃ راشدین حضرت سید احمد شہیدؒ)

سرخیل مجاہدین حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ
(شہادت، تورو ضلع مردان)

سرحلقہ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ
جانشین حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۵۶ھ بمقام ستھانہ، ہزارہ)

نور الاسلام حضرت میانجیو نور محمد جھنجانویؒ
(م۔۱۲۵۹ھ)

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (م۔۱۳۱۷ھ)
امیر المومنین جہاد شاملی ۱۸۵۷ء (۷۳۔۱۲۷۴ھ)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ (م۔۱۳۲۳ھ)
قاضی القضاۃ جہاد شاملی ۱۸۵۷ء

قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ (م۔۱۳۳۷)
قائمقام امیر تحریک شیخ الہندؒ (تحریک ریشمی رومال)

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ (م۔۱۳۸۲ھ)
مرشد الاحرار سرپرست تحریک شیخ الہندؒ و مدارس دینیہ برصغیر

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
بانی دارالعلوم دیوبند (م۔۱۲۹۷ھ)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ
(م۔۱۳۳۹ھ)

سید المجاہدین، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(م۔۱۳۷۷ھ)

مولانا سمیع الحق صاحب گفتگو کرتے رہے اور ہم ندامت کی وجہ سے سر جھکائے بیٹھے رہے آخر کیوں اب تک ہم ان کی دیدار سے محروم ہیں مولانا سمیع الحق نے گفتگو سمیٹتے ہوئے فرمایا ''اب تو طوروما یار جانا ہم پر لازم ہو گیا اور مولانا یوسف شاہ صاحب سے جلسے کی تاریخ متعین کی راقم نے عرض کیا! اگر ہماری ساری علمی اور روحانی سلسلے اس شخصیت کے ساتھ وابستہ ہیں تو پھر ہم بھی مزار پر آپ کے ساتھ جائیں گے، مولانا سمیع الحق صاحب نے ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فرمایا ضرور جائیں گے لیکن ''سیرت سید احمد شہیدؒ'' وغیرہ میری لائبریری سے ڈھونڈ کر نکالو، تا کہ شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ سمیت دیگر شہداء کا تذکرہ دوبارہ تفصیلاً پڑھ لیں۔

مقررہ تاریخ پر جانے کی تیاری شروع ہو گئی لائبریری میں سیرت سید احمد شہیدؒ نہیں ملی البتہ ''مکاتیب سید احمد شہیدؒ'' اور ''وقائع سید احمد شہیدؒ'' دستیاب ہوئے وقائع احمدی ۲۴۷۷ صفحات پر مشتمل قلمی مخطوطہ تھا جسکی فوٹو لیکر شاہ سید نفیس الحسینیؒ نے من وعن شائع کیا ہے جس میں نہ فہرست ہے، نہ عنوان، نہ باب اور نہ فصل ان کا مقصد اس تاریخی دستاویز کو فقط محفوظ کرنا تھا اس سے استفادہ مشکل ہے لیکن سید احمد شہیدؒ اور ان کی تحریک حریت و جہاد کے حوالے سے شائع ہونے والی تمام کتابوں کیلئے ریفرنس بک(Refrence book) کی حیثیت رکھتی ہے جو انتہائی درد ناک اور ولولہ انگیز حالات واقعات پر مبنی تاریخی دستاویز ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی وقائع احمدی کے متعلق لکھتے ہیں:

''میں نے ''وقائع احمدی'' کے اس دفتر کو جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے لفظ بہ لفظ پڑھنا شروع کیا جو وقت اس ذخیرہ کے مطالعہ اور تلخیص میں گزارا وہ عمر کے بیش قیمت ترین لمحات میں سے تھا قلب پر ان حالات و واقعات کا عکس پڑتا تھا ان واقعات نے جو بالکل سادی پوربی اردو میں بیان کئے گئے تھے بارہا دل کے ساز کو چھیڑا، بارہا قلب کو ایمانی حرارت بخشی، بارہا آنکھوں کو غسل صحت دیا، اہل یقین ومقبولین کی صحبت کے جو اثرات بیان کئے گئے ہیں ان واقعات کے مطالعہ اور ان کتابوں کی ورق گردانی کے دوران ہمیں ان کا بارہا تجربہ ہوا اور صاف محسوس ہوا کہ یہ وقت ایک ایمانی اور روحانی ماحول میں گذر رہا ہے معلوم نہیں کہ ان اللہ کے بندوں کے انفاس قدسیہ اور ان کی صحبت میں کیا تاثیر ہوگی جن کے واقعات کے مطالعہ اور جن کے حالات کے دفتر پارینہ کی ورق گردانی میں یہ تاثیر ہے''

متعلقہ کتابیں دستیاب نہ ہونے اور دستیاب کتابوں میں متعلقہ مواد نہ پانے پر مولانا سمیع الحق صاحب کچھ بے چین تھے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ایک اور کتاب ہاتھ آئی ''سید احمد شہیدؒ سے مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے روحانی رشتے'' مرتبہ مولانا سید نفیس الحسینیؒ مولانا صاحب اور برادرم مولانا سید یوسف شاہ صاحب

میزبان سمیت ایک گاڑی میں جبکہ راقم، مولانا اسلام حقانی اور مولانا فہد مردانی دوسری گاڑی میں سوار ہوئے۔

سید شاہ نفیس الحسینیؒ کی کتاب ''سید احمد شہیدؒ سے مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے'' راستے میں پڑھنے کے بعد پہلی نظر حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کے حالات پر پڑی انٹر چینج پر گاڑی سے اتر کر کتاب مولانا صاحب کے حوالہ کی قافلہ طور و مایار کی طرف روانہ ہوا راستے پر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء جا بجا استقبال کیلئے کھڑے تھے وہ بھی قافلے کیساتھ ملتے رہے اور قافلہ آگے بڑھتا رہا طور مایار پہنچے تو سینکڑوں علماء اور عمائدین علاقہ نے امیر قافلہ کا زبردست استقبال کیا دارالعلوم حقانیہ کے قدیم وجدید سینکڑوں فضلاء سٹیج پر موجود تھے سب نے مولانا صاحب کو ان کی قومی، ملی، مذہبی اور سیاسی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا سمیع الحق صاحب خطاب کیلئے ڈائس پر تشریف لائے حفظ قرآن اور تحصیل علم پر مفصل خطاب فرمایا آخر میں اہل علاقہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ حضرات بڑے سعادت مند ہیں میرے والد ماجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے ابتدائی اسباق آپکے علاقے میں پڑھے تھے والد ماجد مرحوم طورو مایار کو سمرقند و بخارا سے تشبیہ دیتے تھے میرے دادا حاجی مولانا معروف گل صاحب راتوں رات اکوڑہ سے پیدل سفر کر کے سحری کے وقت آپکے علاقے میں پہنچ کر کہیں درخت کی شاخ پر بیٹھ جاتے اور معائنہ کرتے کہ میرا بیٹا (مولانا عبدالحق) تہجد کیلئے اُٹھتا ہے یا نہیں، نوافل پڑھتا ہے یا نہیں، مطالعہ کرتا ہے یا نہیں؟

اے سرزمین جہاد کے رہنے والو! آپ کا علاقہ سمرقند و بخارا کیوں بنا؟ اس کے پیچھے بہت بڑی تحریک ہے اور شہداء کا خون شامل ہے ''سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء کار کے مجاہدانہ کارنامے'' آپکے علاقے کا ہر فرد جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ سنگر بابا اور ان دیگر ساتھیوں کا مزار یہاں کیوں بنا ہے؟

مولانا سمیع الحق صاحب نے بیان کو سمیٹ کر طلباء کی دستار بندی کی اور فوراً سنگر باباؒ کے مزار پر روانہ ہوئے سفر کرتے کرتے پختہ سڑک ختم ہوئی کچے راستے پر کھیتوں میں چلتے چلتے گنجان باغ میں پہنچ گئے پھلوں کے باغ کو عبور کیا تو سامنے سنگر بابا کا مزار نظر آیا، مولانا سمیع الحق صاحب نے گاڑی سے اترتے وقت راقم کو بلا کر فرمایا! دیکھو یہ بھی سنگر بابا کی کرامت ہے ان کے حوالے سے تمام معلومات اس کتاب میں ملے جس کو ہم غیر متعلقہ سمجھ رہے تھے کتاب سے اقتباسات کی نشاندہی کر کے راقم اور اسلام بھائی کو فرمایا پڑھ

لو یہ کس درجے کے ولی تھے، مولانا صاحب طورو مایار کی جنگ کا تذکرہ فرماتے رہے مزار پر پہنچ کر سب حضرات نے فاتحہ خوانی اور مراقبہ کیا وسیع وعریض درخت کے نیچے قبر کے اوپر سر کی طرف تختی پر آٹھ شہدا کے نام درج تھے۔

کتبے کی عکسی تصویر

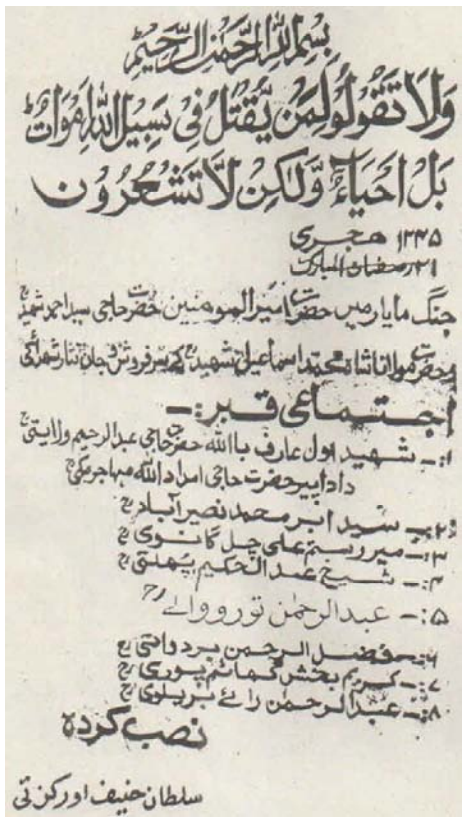

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات
بل احیاء ولکن لا تشعرون
۱۲۴۵ ھجری
۲۱ رمضان المبارک
جنگ مایار میں حضرت امیر المومنین حضرت حاجی سید احمد شہیدؒ
حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے سرفروش و جان نثار شہدائے
اجتماعی قبر:-
۱:- شہید اول عارف باللہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ
دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ
۲:- سید ابو محمد نصیر آبادیؒ
۳:- میر رستم علی چل گانویؒ
۴:- شیخ عبدالحکیم پھلتیؒ
۵:- عبدالرحمن تورو والےؒ
۶:- فضل الرحمن بردوانیؒ
۷:- کریم بخش گھماٹم پوریؒ
۸:- عبدالرحمن رائے بریلویؒ
نصب کردہ
سلطان حنیف اورکزئی

تختی کے نیچے حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کا نام نامی درج تھا یہ کتبہ ہمارے انتہائی مخلص اور اولیاءاللہ کے خادم جناب سلطان حنیف اورکزئی سابق ڈی آئی جی مردان نے نصب کیا تھا۔

قبر کے قریب دیوار میں دو کتبے نصب تھے ایک اردو جبکہ دوسرا پشتو زبان میں جس میں سید احمد شہیدؒ کے تحریک کی مختصر تاریخ تھی اردو والا کتبہ پشتو والے کتبے کا ترجمہ تھا جس میں ترجمے کی اغلاط سمیت تاریخی غلطیاں بھی تھیں مثلاً جنگ اکوڑہ سمیت بہت اہم واقعات کو درمیان میں نظرانداز کیا گیا تھا۔

مزار کے کتبہ پر درج شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ عرف سنگر بابا اور دیگر شہداء کے تذکرہ میں مولانا غلام

رسول مہرؒ رقم طراز ہیں:

جو غازی مایار اور طورو کے درمیان شہید ہو کر گرے تھے، ان کی لاشیں تو رو پہنچا دی گئیں ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنھیں زندہ اٹھایا گیا لیکن صرف رمق باقی تھی اور جلد جاں بحق ہو گئے ان کے نام اور مختصر تفصیل منظورہ کے بیان کے مطابق یہ ہیں:

۱: مولوی عبدالرحمٰن ساکن طورو: جو ابتداء سے سید صاحب کے ساتھ رہے بارہا سفارتی خدمات انجام دیں ان کا سرتن سے الگ ہو چکا تھا۔

۲: شیخ عبدالحکیم پھلتی: ان کا سر بھی تن سے الگ تھا بڑی مشکل سے سر ڈھونڈ کر لائے اور تن سے ملا دیا گیا۔

۳: کریم بخش گھاٹم پوری: ادھر لڑائی شروع ہو گئی ادھر انھوں نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کیلئے روٹیاں پکا کر کمر میں باندھیں اور میدان جنگ کی طرف چلے راستے میں درانی سوار سید صاحب کے سواروں سے لڑتے بھڑے آ رہے تھے کریم بخش ان میں گھر گئے کسی نے تلوار مار کر انہیں شہید کر ڈالا۔

۴: فضل الرحمٰن بردوانی۔

۵: لعل محمد: ان کا وطن معلوم نہ ہو سکا یہ سید صاحب کے باورچی خانے سے متعلق تھے۔

۶: حاجی عبدالرحیم پھلی والے۔

۷: شیخ عبدالرحمٰن رائے بریلوی: یہ سخت زخمی ہوئے تھے تو رولا کر ان کے زخم سیے گئے کچھ باتیں بھی کیں پانی بھی پیا، پھر جاں بحق ہو گئے غازیوں میں سے یہی تھے جنہیں غسل بھی دیا گیا اور کفن بھی پہنایا گیا۔

۸: میر رستم علی چل گانوی: ان کو اٹھا کر لایا گیا تو سسک رہے تھے راستے میں یا طورو پہنچ کر فوت ہوئے۔

۹: سید ابو محمد نصیر آبادی

دو اور صاحب تھے جن کے نام راوی کو یاد نہ رہے۔ (بحوالہ کتاب: از مولانا غلام رسول مہر)

طورو میں تدفین: شاہ اسماعیل نے طورو سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرحیم پھلی والے (غالباً حضرت شاہ

عبدالرحیم ولایتی پکھلی کے علاقے میں لشکر اسلام کی خدمات سرانجام دیتے تھے پکھلی ہزارہ کے علاقے میں واقع ہے ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالحکیم پھلتی، فضل الرحمٰن، مولوی عبدالرحمٰن ساکن طورہ، کریم بخش اور بانی حضرات، سب کے بعد عبدالرحمٰن رائے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنھیں کفن بھی پہنایا گیا تھا باقی تمام اصحاب کو بلا غسل وکفن ان کے لباسوں میں ہی بدستور رکھ دیا گیا مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سرا لے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

شہداء کی تدفین اور دعا:

شہداء کو دفن کے لیے لایا گیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے چہرے ان کے عماموں سے چھپا دو اور ان کے کپڑے دیکھ لو جو کچھ پیسہ روپیہ وغیرہ بندھا ہو اس کو کھول لو کسی شخص نے قبر میں اتر کر ان کے چہرے ڈھک دیے اور پٹکے وغیرہ ٹٹول لیے پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے منہ پر تان کر کھڑے ہو گئے اور سب مٹی دینے لگے تختے بنگے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طرح صرف مٹی سے توپ دیا اس کے بعد مولانا صاحب اور سب نے مل کر بہت دیر تک ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی جو لوگ شریک دفن تھے محبت سے روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ تو جس مراد کو آئے تھے اس مراد کو پہنچے ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی اذان ہوئی سب نے سید صاحب کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد آپ نے بہت دیر تک سر برہنہ ہو کر ان شہیدوں کی مغفرت کے واسطے دعا کی۔ (سیرت سید احمد شہید)

سید احمد شہیدؒ سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تک

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ متوفی ۱۱۷۶ھ کے فرزند ارجمند مرشد وقت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ متوفی ۱۲۳۹ھ نے اپنے جواں سال مسترشد وخلیفہ اعظم امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ متوفی ۱۲۴۶ھ کو ۱۲۳۴ھ کے اواخر میں اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا تو حضرت سید احمد شہید دہلی سے دوابے کے دورے پر روانہ ہوئے اس مبارک سفر میں نانوتہ کے مقام پر ایک کمسن بچہ بھی حصول برکت وسعادت کیلئے حضرت سید احمد شہید کی گود میں دیا گیا آپ نے اسے بیعت تبرک میں قبول فرمایا اقبال وفیروز مندی نے اس سعید بچے کے قدم چومے وہ اپنے سن شعور کی منزلیں طے کرتا ہوا عالم شباب ہی میں مقتدی علماء وصلحاء بن گیا رحمت خداوندی نے اس کے سر مبارک

پرسروری وسرداری کی کلاہ افتخار رکھی اور شیخ العرب والعجم بنا دیا یہ طالع وارجمند ورفیع و بال بلند شخصیت تاریخ میں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے نام نامی سے زندہ جاوید ہے۔

آپ کی ولادت با سعادت ۲۲ رسفر ۱۲۳۳ھ کو ہوئی سولہ سال کی عمر میں حصول علم میں مشغول رہے مختلف علماء سے استفادہ علمی کرتے رہتے تھے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کی طرف ان کا رجحان زیادہ تھا ایک دن خواب دیکھا مجلس اعلیٰ واقدس حضرت سرور عالم مرشد اتم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہے غایت رعب سے قدم آگے نہیں پڑتا کہ اچانک ان کے جد امجد حافظ بلاقیؒ تشریف لائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حضور ﷺ تک پہنچا دیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کا ہاتھ حضرت میاں جی نور محمد چشتی قدس سرہٗ کے حوالے کر دیا اس وقت تک بظاہر میاں جی سے کسی طرح کا تعلق نہ تھا اس دوران حاجی صاحب عجیب قسم کے حیص بیص میں مبتلا تھے آخر کار حاجی صاحب میاں جی کے استانے پہنچ کر ایک عرصہ تک میاں جی کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت، واجازت خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئی تمام اکابر دیو بند کا پیرو مرشد قرار پائے اور تمام اکابر دیو بند اس سے جڑے ہوئے ہیں۔

حضرت میاں جی نور محمد جھنجانویؒ متوفی ۱۲۵۹ھ کا تذکرہ:

۱۲۰۱ھ کو بمقام جھنجانہ مظفر نگر میں، ولادت با سعادت ہوئی حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجانوی کی اولاد میں تھے بچپن میں حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوئے تعلیم علوم ظاہری دہلی میں پائی پھر واپس قصبہ لوہاری نزد جلال آباد میں بچوں کو قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم دینے لگے حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ سے چاروں نسبتیں حاصل کیں متبع سنت تھے ۳۰ سال تک تکبیر اولیٰ قضا نہیں کی معاملات و مسائل دینی میں بڑی محتاط تھے، نہایت درجہ سادہ متوضع اور منکسر مزاج تھے، جلالی قسم کی شخصیت کے مالک تھے سید احمد شہید کے قیام کے دوران ان کے پیرو مرشد شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ نے لوہاری سے آپ کو بلایا اور اپنے سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت کروایا اور سید احمد شہیدؒ نے چاروں سلسلوں میں حضرت میاں جی جھنجانوی کو اجازت مرحمت فرمائی میاں جی اپنے ہر دو مرشدان گرامی کے قدم بہ قدم متبع سنت، جامع شریعت وطریقت اور سلف صالحین کا نمونہ تھے۔

سنگر بابا کا تذکرہ:

چونکہ انکے مرشد حضرت شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید عرف (سنگر بابا) تھے لہذا صاحب مزار کا تذکرہ ہمارے تاریخ کا ایک روشن باب ہے سنگر بابا سادات کرام روہ افغانستان سے ہیں نام مولا کی طلب میں وطن سے نکلے پہلے حضرت سید رحم علی شاہ صاحب (م ۱۲۰۴ھ) (از احفاد حضرت شاہ قمیص سادھوروی قدس سرۂ) سے جو مقام پنجلاسہ ضلع انبالہ میں مقیم تھے مشرف بہ بیعت ہوئے اور عرصہ تک ریاضت میں مصروف رہ کر نسبت طریقہ قادریہ حاصل کی، بعد ازاں نسبت عشقیہ چشتیہ کا اکتساب حضرت شاہ عبدالباری مارو ھی قدس سرۂ (م ۱۲۲۶ھ) سے اور آخر میں بیعت جہاد باطریقت حضرت سیداحمد شہید قدس سرۂ (۱۲۴۶ھ) سے کی (انوار العارفین، تحفۃ الابرار ص ۱۸۷ ج ۲، انوار العاشقین ص ۱۸۲)

شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کے بارے میں شاہ عبدالعزیز کا فرمان:

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "مومن خاں مومن دہلوی مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے حدیث پڑھ رہے تھے کہ تذکرہ اکابروں کا آ گیا ہم لوگوں نے عرض کیا اب بھی کوئی ایسا اکابر ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں کو ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آئے گا وہ مرد کامل ہے، سمت اور وقت بھی متعین کر دیا ہم لوگ روز موعود پر زینت المساجد میں کہ دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے ان کے اشتیاق میں بیٹھے تھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے اسی حلیہ کے ایک بزرگ نمودار ہوئے اور سب ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تھے۔"

سیداحمد شہیدؒ سے بیعت

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی قدس سرۂ نے امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ سے اس وقت بیعت کا شرف حاصل کیا جب دو آبے کا مشہور تاریخی و تبلیغی دورہ کرتے ہوئے سید صاحب سہارنپور میں رونق افروز ہوئے اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحبؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ ہمرکاب تھے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی دل و جان سے حضرت سید صاحب کے عاشق تھے اور ان کی نظر

میں حضرت سید صاحبؒ کا مرتبہ و مقام نہایت درجہ رفیع و بلند تھا ادھر حضرت سید صاحب بھی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ کو ایک عالی نسبت شیخ طریقت جانتے تھے اور اس سلسلے میں ان کو صائب الرائے مانتے تھے یہی وجہ ہے کہ تربیت سلوک کیلئے بعض خاص مسترشدین کو بھی ان کے سپرد فرما دیا کرتے تھے۔

مولائے روم کی عشق کا نمونہ

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تو حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزی اور مولانا روم کے جذبہ وعشق کی یاد تازہ کر دی انہوں نے اپنی مسند بیعت وارشاد چھوڑ چھاڑ کر حضرت سید صاحب کی مستقل معیت اختیار کر لی تھی اور سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے سفر حج بھی اکھٹے کیا، پھر ہجرت جہاد میں مردانہ وار ساتھ رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ مایار کی جنگ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

جنگ مایار میں حملہ آور شاہ عبدالرحیم کی جرات وشجاعت

''منظورہ'' میں ہے کہ جس وقت سید صاحبؒ کی جماعت پر درانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا چونکہ ان کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحب کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مرد درویش اور سید صاحبؒ کے محبّ جاں نثار تھے فرط محبت سے تاب نہ لا سکے اور سواروں کو للکار کر کہا کہ عزیزو! درانیوں کے اس انبوہ عظیم نے امیر المومنین کی جماعت قلیل پر حملہ کیا ہے اگر آپ ہی نہ رہے تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے تھے اور درانی تین ہزار سے کم نہ تھے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اس حالت میں حاجی عبدالرحیم سید ابو محمد، شیخ عبدالحکیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سید موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے، درانی سوار جتنی بار پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انہیں سواروں پر گرتے تھے۔ (سیرت سید احمد شہید ص ۲۵۵ حصہ دوم)

منظورۃ السعداء میں ہے کہ درانیوں کے لشکر میں تخمیناً چار ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار تھے اور حضرت امیر المومنین کے ہمراہی اس وقت ہندی وملکی تین ہزار پیادے اور پانچ سو سوار تھے۔

مایار کی جنگ میں لشکر اسلام کو فتح ہوئی چالیس (۴۰) غازیوں کے قریب شہید ہوئے درانیوں

کو شکست فاش ہوئی ان کے اسی (۸۰) آدمی مارے گئے ۔

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ جس مبارک تبلیغی سفر میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کمسنی کے عالم میں حضرت سید احمد شہید کی گود میں دیے گئے اور سید صاحب نے انہیں بیعت تبرک میں قبول فرمایا اسی سفر میں چند ہی روز بعد حاجی صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ اور پیر و مرشد حضرت میاں جی نور محمد صاحب جھنجانویؒ بھی حضرت سید صاحب کی بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

الحاصل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بنفس نفیس ، ان کے مرشد اول حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ ، مرشد ثانی ، حضرت حضرت میاں جی نور محمد صاحب جھنجانویؒ اور پھر دادا پیر حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ سب کے سب امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کے حلقۂ عقیدت و ارادت اور سلسلہ بیعت و ارشاد سے وابستہ ہیں ۔

سنگر باباؒ کی کرامات

مزار پر امیر قافلہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دیر تک یہی تذکرہ کرتے رہے مقامی لوگوں نے مولانا صاحب سے سنگر بابا کے مختلف کرامات کا تذکرہ بھی کیا وہاں موجود زمینداروں نے کہا کہ ہم کھیتوں میں کام کرنے کے بعد اپنا سامان یہاں مزار میں چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہاں سے کوئی چوری نہیں کرسکتا ۔

اختتامی دعا:

ظہر کی نماز مزار کیساتھ چھوٹی سی مسجد میں پڑھی نماز کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب نے تضرع والحاح کیساتھ دعا مانگتے ہوئے فرمایا۔

یارب الشھداء والمجاہدین ! ان شہدا اور بزرگوں کی قربانیوں کی بدولت امت مسلمہ کے حال پر رحم فرمایا اللہ ! تجھے ان پاکباز روحوں کا واسطہ ہمارے ملک کو کفار کے چنگل سے آزاد کردے آمین ۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا واقعی ! بہت بڑے ولی ہیں انشاء اللہ اگلی بار پھر پورا دن گزاریں گے باچشم پرنم وہیں سے واپس ہوئے ، ہماری مجلسیں کئی روز تک ان پاکیزہ نفوس کے تذکروں سے معمور رہیں اپنی بے کار زندگی میں بیتے ہوئے چند لمحات کو اپنے لئے سرمایہ حیات تصور کرتا ہوں یہ قیمتی لمحات دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی میں ہمیشہ ضوفشاں رہیں گے۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم میں مہمانوں کی آمد:

حضرت شاہ صاحب کے صاحبزادے اور جانشین بزرگ رہنما حضرت مولانا عطاء المومن شاہ بخاری گزشتہ دنوں دارالعلوم تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب اور مولانا شیر علی شاہ صاحب سے تفصیلی ملاقات کی اور اسلام آباد میں مجلس احرار اسلام کے زیراہتمام ہونے والے کل جماعتی دیوبندی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ بعد میں مولانا مہتمم صاحب کانفرنس میں شریک ہوئے۔ مولانا انوارالحق صاحب، مولانا یوسف شاہ، مولانا راشدالحق، مولانا اسرار بھی ساتھ تھے۔

☆ معروف عالم دین تاریخ مکہ المکرّمہ کے مصنف حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب، دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے علمی موضوعات پر گفتگو فرمائی۔

☆ اسی طرح جناب اشرف علی صاحب، ڈپٹی کمشنر انکم ٹیکس بھی مہتمم صاحب سے خصوصی ملاقات کے لئے دارالعلوم تشریف لائے اور موتمر المصنفین کی سرگرمیوں کو سراہا۔

☆ تبلیغی جماعت کے وفود وقتاً فوقتاً جامعہ تشریف لاتے رہتے ہیں، گزشتہ دنوں کراچی سمیت بیرونی ممالک کی جماعتیں جامعہ تشریف لائیں۔ وفود میں موجود علمائے کرام نے مشائخ حقانیہ اور خصوصاً حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے اجازت حدیث حاصل کی۔

حضرت مہتمم صاحب کے اسفار:

☆ میرپور آزاد کشمیر میں شہدائے کشمیر کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ خطاب کے علاوہ کانفرنس کی صدارت بھی فرمائی۔

☆ پشاور میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے صوبائی دفتر میں صحافیوں کی نشست میں خطاب فرمایا۔ اس کے بعد شمولیتی جلسہ میں تشریف لے گئے۔

جرمن صحافیہ کی دارالعلوم آمد:

جرمن ٹی وی چینل ''ڈچ ویلے'' کی نمائندہ نومی کونریڈ، روزنامہ اوصاف کے ایڈیٹر مفتی عمر فاروق

اور ڈان اخبار کے رپورٹر عبدالشکور خان کے ہمراہ ۲۸ نومبر کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائیں۔ ملاقات میں انٹرویو کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

امریکن سفارتکاروں کی حضرت مہتمم مدظلہ سے ملاقات:

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پولیٹکل سیکشن کے فرسٹ کونسلر ہنری ویسٹر اور سیکنڈ کونسلر جناب احمد ضیاء نے حضرت مہتمم صاحب سے ان کی رہائش گاہ راولپنڈی پر تشریف لائے۔ دو گھنٹے پر محیط اس ملاقات میں عالم اسلام سمیت دنیا بھر کے اہم مسائل پر بات چیت کی۔ خصوصاً امریکہ کی خارجہ پالیسی اور عالم اسلام کے ساتھ ان کا برتاؤ خاص طور پر زیر بحث آئے۔

موتمر المصنفین کا اعزاز: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ موتمر المصنفین کی مطبوعات کو ملک و بیرون ملک میں یکساں مقبولیت حاصل ہے۔ حال ہی میں موتمر کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب "الارشاد الی تحقیق بانت سعاد" مصنف مولانا فیض الرحمٰن حقانی کو عالم اسلام کے کثیر الاشاعت طباعتی ادارہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان نے شائع کیا اور پوری دنیا میں اس کی تشہیر ہوئی۔

دارالعلوم کے سہ ماہی امتحانات کا انعقاد:

جامعہ کے سہ ماہی امتحانات کا انعقاد ۲۴ ؍نومبر ۲۰۱۴ء کو ہوا۔ امتحانات چار روز تک جاری رہے جس میں تمام درجات کے طلباء شریک ہوئے۔ نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور دیگر تمام اساتذہ کرام نے امتحانات کی سرپرستی ونگرانی کی۔

طالبعلم کی شہادت:

درجہ اولیٰ کے طالب علم واجد گل بن احمد گل دارالعلوم کے سامنے ریل گاڑی کے حادثہ میں شدید زخمی ہوئے۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے گھنٹہ بعد وفات پا گئے۔ جنازہ دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے پڑھایا جبکہ جسد خاکی کو ان کے آبائی علاقہ متنی پشاور کو روانہ کیا۔

جداری ماہنامہ "صوت الحق" (عربی، اردو) کا اجراء:

دارالعلوم حقانیہ کے طلباء مختلف علمی اورادبی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔ حال ہی میں طلباء نے ایک جداری رسالے کا اجراء کیا ہے، جس کے دو شمارہ تیار کر کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کئے گئے۔ رفتہ رفتہ یہ رسالہ طلباء کی طرف سے چھپی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ مولوی امداد اللہ، مولوی بخت اللہ معتصم، مولوی رضوان اللہ سمیت دیگر طلباء کرام ماہانہ کی بنیاد پر اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

● اسلامی حکمرانوں کے اخلاق واوصاف مولف: مولانا عبدالباقی حقانی

ناشر: مکتبۂ حقانیہ پشاور، موبائل: 0347-9061408-0332-9957692 مترجم: مولانا محمد جان حقانی

محترم جناب مولانا عبدالباقی حقانی صاحب علمی حلقوں کا نام محتاج تعارف نہیں، اس سے پہلے : اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت ، کے نام سے آپ کی تقریباً دوہزار (۲۰۰۰) صفحات کی ایک ضخیم کتاب شائع ہوچکی ہے، جس کو ملک بھر کے اہلِ علم نے خراج تحسین پیش کیا ہے اور اپنے موضوع پر ایک امتیازی کاوش قرار دیا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب تقریباً چارسو (۴۰۰) صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں آپ نے اُن تمام مطلوبہ صفات اور اہلیتوں کو بڑی تفصیل سے زیر بحث لایا ہے ، جوایک اسلامی ادارے کے سربراہ ، حاکم یا امیر میں ہونی چاہئیں: خیرخواہی، اخلاص، شریعت کی پابندی، گڈ گورننس کی صلاحیت، سیاسی سمجھ بوجھ، عدل وانصاف، سچائی، وعدے کی پاسدرای، نظم ونسق، علم وجہاد میں امتیاز، شجاعت وبہادری، صبروحلم ، عفوودرگزر، عوام تک رسائی ، مساوات، فرقِ مراتب سے خبرداری، سزامیں تاخیر، ذمہ داریوں کی تعیین وتقسیم، مستقل مزاجی، رعیت کے مسائل سے واقفیت ، مشورے کی پابندی، دینی ودنیوی ترقی کا جذبہ، تواضع وانکساری اوران جیسے بیسیوں دیگر اہم صفات کا ذکر بڑی جامعیت کے ساتھ کیا ہے ۔ تمام صفات پر کلام کے دوران فاضل مؤلف نے اُن صفات کی صحیح تعریف اور تطبیق کے لیے اصلی مصادر سے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ ، خلفائے راشدینؓ اور عادل حکمرانوں کے طرزِ عمل کی روشنی میں اُن کی وضاحت کی ہے ۔ فاضل مؤلف اپنے اسلوب میں بہت ہی سنجیدہ اور عالمانہ رنگ لیے ہوئے ہیں۔ کتاب اصلاً عربی زبان میں تھی استفادے کا دائرہ وسیع کرنے کیلئے مولانا محمد جان حقانی نے اسے اردو میں ترجمہ کیا ہے ، اردو ترجمہ سلیس رواں اور شگفتہ ہے ......ایک ایسے وقت میں جب پوری قوم کرپٹ اور بددیانت حکمرانوں سے تنگ آچکی ہے ، اس کتاب کا مطالعہ عوام وخواص کے لیے یکساں ضروری ہے ۔ خواص کیلئے اس لیے کہ وہ ان صفات اور خصوصیات پر غور کرکے ان کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں اور عوام کے لیے اس لیے کہ وہ اس کتاب کی روشنی میں اپنے لیے ان نمائندوں کو منتخب کریں جن میں یہ صفات زیادہ سے زیادہ موجود ہوں۔...... (محمد اسرار ابن مدنی)

● یزید، اکابر علماءِ اہل سنت دیوبند کی نظر میں......مرتبین: قاری محمد ضیاء الحق، میاں رضوان نفیس

اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطا فرمائیں تو ''اکابر پر اعتماد اور ان کی پیروی'' کا ایک ہی اصول بندے کو تمام دینی

فتنوں اور گمراہیوں سے بچانے کے لیے کافی اور شافی ہے۔اسلام کی پوری تاریخ میں نہ صرف دینی اور اخلاقی بلکہ سیاسی اور ریاستی نشیب و فراز بھی اسی حقیقت کی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں کہ جہاں جہاں اس اصول کا دامن چھوٹا ہے وہیں ناکامیاں در آئی ہیں۔

یزید کے معاملے میں بھی یہ حقیقت پوری طرح کارفرما ہے کہ بعض اہل فکر ونظر نے اپنی انفرادی آراء کی بنیاد پر یزید کی حمایت کی۔ان کے اس عمل نے ایک جانب تو اہل السنہ کی مجموعی فکر سے ہٹ کر اپنی انفرادیت کا اظہار کیا تو دوسری جانب امت کی سب سے بڑھ کر پاکباز اور نیک طینت شخصیات کو ہدف تنقید بنایا۔ ہر تفرد کی طرح اس تفرد کا سارا محل بھی تارِ عنکبوت سے تعمیر ہوا تھا۔لہٰذا علماء اسلام نے اظہار حق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور ہر پہلو سے امت کی مجموعی فکر کی طرف درست رہنمائی کی۔

یزید کے بارے میں تاریخی روایات اور شرعی تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے معاملے کی حقیقت کو سمجھنا اس مسئلے کو حل کرنے کا ایک پہلو ہے لیکن نسبتاً آسان اور ''شارٹ کٹ'' راستہ یہ بھی ہے کہ جن اکابر اور بزرگوں کے واسطے سے ملنے والے پورے دین کو معتبر اور محقق مانا جارہا ہے، یزید کے بارے میں بھی انہی اکابر کی تحقیقات پر اعتماد کرلیا جائے اور جو وہ بتلائیں اسے تسلیم کرلیا جائے۔ زیرِ نظر کتاب میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ ومجاز اور خادم خاص میاں رضوان نفیس صاحب زیدہ مجدہٗ نے اسی پہلو سے کام کیا ہے اور یزید کے بارے میں قریباً اکثر اکابرِ دیوبند کی تصریحات اور عبارتیں نقل کر دی ہیں۔اسے دیکھ کر برملا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اکابرِ دیوبند کا مسلک حمایتِ یزید کا نہیں رہا۔اکابر کی یہ عبارات، جن کے حوالے ساتھ درج ہیں،اپنی روایتی اہمیت کے ساتھ ساتھ خود میں غور وفکر کا بھی وافر سامان رکھتی ہیں۔ کتاب کی طباعت اس کی معنوی اہمیت کے شایانِ شان ہے۔مؤلفِ اول حضرت قاری ضیاء الحق صاحب کی محنت کو حضرت رضوان نفیس صاحب مدظلہم نے بلاشبہ چار چاند لگا دیے ہیں جس کا اندازہ کتاب کو دیکھ کر با آسانی کیا جا سکتا ہے۔ ۳۰۸صفحات پر مشتمل یہ کتاب شاہ نفیس اکیڈمی سے دستیاب ہے۔ (ابوحسان)

● **علماء شانگلہ اور ان کی علمی خدمات** .... ابوعطاء احسان الحق نٹوی

علماء کرام کی سوانح حیات لکھنا، اپنے اکابر کی تاریخ کو زندہ جاوید رکھنے کی ساتھ ساتھ عہد رفتہ کی یاد دلاتی ہے اور نوجوان نسل کو اپنی اسلاف اور اکابر سے جوڑتی ہے،صوبہ خیبر پختونخواہ عموماً ایک زرخیز زمین ہے جس کے ہر کوچہ سے دیارِ علم وفضل اٹھے ہیں۔علاقہ شانگلہ بھی اہل علم وفضل سے خالی نہیں تاہم اس طرح دور دراز علاقوں کے علماء گوشہ خفا میں اپنی زندگیاں گزر بسر کرتی ہیں اور ان کے علم سے کم ہی لوگ آگاہ ہوتے ہیں مولوی احسان الحق نٹوی نے علماء وطلباء پر احسان کر کے علماء شانگلہ سے ان کو متعارف کروایا۔

عام طور پر سوانح عمریاں عالم کی موت کے بعد لکھی جاتی ہے لیکن مؤلف موصوف نے اپنی کتاب میں ماضی کے علماء کے ساتھ ساتھ موجودہ علماء کی سوانح شامل کر کے کتاب کی افادیت میں اضافہ کیا ہے کیونکہ اکثر طور پر موت سے پہلے عالم کی قدر کسی کے پاس نہیں ہوتی اور موت کے بعد اسکی سوانح دیکھ کر پھر پچھتاوے کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

''دریا بکوزہ بند'' کا مصداق کرتے ہوئے مولانا موصوف نے ۲۱۳ صفحات کی اس کتاب میں تقریباً ۱۶۷ علماء کرام کے علمی، سیاسی، معاشرتی خدمات ذکر کیے ہیں جو کہ قابل صد تحسین ہیں ان میں سے بعض علماء عظام کی سوانح کئی جلدوں کی کتاب کی متقاضی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ہمت و توفیق دے کہ وہ اس پر قلم اٹھا کر اس سعادت سے بہرہ آور ہو جائے۔ موصوف کی یہ کاوش ۴۱۳ صفحات پر مشتمل ہے قیمت درج نہیں۔ (مولانا منفعت احمد)

● **والدین کے سائے سے حرمین کے سائے تک** (سفرنامہ حرمین شریفین)......محمد عدنان زیب

زیر نظر کتاب نہ صرف ایک ادبی مرقع خاص ہے بلکہ ایک جامع، مفصل، دلکش، ایمان افروز اور مراجع و مصادر سے آراستہ ایک دقیق کاوش بھی ہے۔ حرمین شریفین کی یاد تازہ کرنے والی یہ تحریر بے حد آسان اور مفہوم عام و خاص ہے اور خصوصاً ان عشاق دیار حبیب و کعبہ مشرفہ کے دلوں کے لیے باعث تسکین ہے۔ جن کو ہر وقت ایک عشقیہ لہر دلوں کے اندر محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جنہوں نے دیکھا ہے وہ تڑپتے ہیں، جنہوں نے نہیں دیکھا ہے وہ ترستے ہیں۔ حرمین شریفین کا تقدس، مکہ مکرمہ کا جلال اور مدینہ منورہ کا جمال اس کتاب میں بہت زیادہ ملتا ہے۔ اس کتاب کو ملاحظہ کرنے اور حرف بہ حرف پڑھنے اور دل سے سمجھنے کے بعد بھی جو حرمین کیلئے نہ ترسے اُسے ڈرنا چاہیے، کہ اس کے اندر سوز وگداز کی کتنی کمی ہے۔ حرمین شریفین کی یاد تازہ کرنے والی اس کتاب میں دو ٹھوس حقیقتیں ملتی ہیں۔ اس میں دو عظیم سایوں کا ذکر ملتا ہے۔ والدین کا سایہ اور حرمین کا سایہ۔ یہ دونوں سائے ایسے خنک اور ٹھنڈے ہیں کہ ان کے نیچے ستانے والا کبھی بھی محروم نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فاضل مصنف محمد عدنان زیب صاحب کو اس پیاری، حقیقی اور معصوم تصنیف کا صلہ بار بار حرمین شریفین کی زیارت کا ذریعہ اور پاکیزہ وسیلہ بنائے اور اس کے پیارے قارئین کرام کو بھی ہر سال حرمین شریفین کی زیارت کا وسیلہ اور ذریعہ بنائے۔ فاضل مصنف وموصوف سے ایک گذارش ہے کہ یہ اس سلسلے کو باقاعدہ جاری و ساری رکھے۔ حرم کے سائے میں گداز قلب سے الفاظ رقم کرنے والے اس کم عمر مصنف کو دیکھے بغیر یہ احساس ہوتا ہے کہ مصنف 7 دہائیاں دیکھ چکا ہوگا، مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ابوالکلام آزاد صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے 14 سال کی عمر میں ''الہلال'' اخبار لکھنے کی توفیق بخشی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ابو التصانیف بنا کر اس عظیم موضوع پر لکھنے کی سعادت عطا فرمائے۔............ (مفتی مولانا محمد الیاس)